بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝

جامعہ عثمانیہ کا ترجمان

اکتوبر ۲۰۰۱ء

رجب ۱۴۲۲ھ

پشاور

پاکستان

العصر

ماہنامہ

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمٰن

جامعہ عثمانیہ

نوتھیہ روڈ پشاور

اعلان

جامعہ عثمانیہ میں تعلیمی سال نمبر 10 کیلئے داخلے کے نظام الاوقات کا اعلان کیا جاتا ہے۔طلبہ اور ان
سرپرستوں سے درخواست ہے کہ اس نظام الاوقات کی پابندی کریں۔

شعبہ بنین

☆ قدیم طلبہ کے داخلے کی تجدید	۲۴ دسمبر ۲۰۰۱ء بروز پیر (۸ شوال المکرم غالبًا)
☆ جدید داخلے کیلئے فارم کا حصول	۲۴، ۲۵ دسمبر (صبح ۸ بجے تا شام ۴ بجے)
	۲۶ دسمبر (صبح ۳۰-۷ تا ۳۰-۹ بجے)
☆ جدید طلبہ کا امتحان داخلہ (تحریری)	۲۶ دسمبر بروز بدھ (۱۰ بجے تا ۱ بجے دوپہر)
☆ نتائج کا اعلان (درجہ ثانیہ تا دورہ حدیث)	۲۸ دسمبر بروز جمعہ (۳ بجے)
☆ نتائج کا اعلان (درجہ اعدادیہ تا اولی)	۲۹ دسمبر بروز ہفتہ (صبح ۱۱ بجے)
☆ کامیاب طلبہ کا انٹرویو (درجہ ثانیہ تا دورہ حدیث)	۲۹ دسمبر بروز ہفتہ (۹ بجے)
☆ کامیاب طلبہ کا انٹرویو (درجہ اعدادیہ تا اولی)	۳۰ دسمبر بروز اتوار (۹ بجے)

درجہ تخصص

☆ فارم داخلہ کا حصول	۲۴ تا ۲۸ دسمبر
☆ امتحان داخلہ	۲۹ دسمبر بروز ہفتہ (۱۰ بجے تا ۱ بجے)
☆ نتائج کا اعلان	۳۰ دسمبر بروز اتوار (۴ بجے شام)
☆ کامیاب فضلاء کا انٹرویو	۳۱ دسمبر بروز پیر (۱۰ بجے تا ۲ بجے)

شعبہ بنات

☆ فارم داخلہ کا حصول	۲۴ تا ۲۶ دسمبر (۸ بجے تا ۴ بجے)
	۲۷ دسمبر (۳۰-۷ تا ۳۰-۹)
☆ امتحان داخلہ	۲۷ دسمبر بروز جمعرات (صبح ۱۰ تا ۱ بجے)
☆ نتائج کا اعلان	۳۰ دسمبر بروز اتوار (۴ بجے شام)
☆ کامیاب طالبات کا انٹرویو	۳۱ دسمبر بروز پیر (۱۰ بجے صبح)
افتتاح اسباق	۲ جنوری ۲۰۰۲ء بروز بدھ (۱۷ شوال غالبًا)

نوٹ۔انتظامی ضروریات کے پیش نظر لازمی قرار دیا گیا ہے کہ داخلہ فارم کے حصول کے وقت طالب علم (طالبہ نہیں) کیلئے ایک عدد تازہ ترین تصویر پیش کرنا لازمی ہوگا۔جسے طالب علم کے داخلہ فارم پر چسپاں کر دیا جائے گا۔

از شعبہ تعلیمات

جامعہ عثمانیہ پشاور فون: 273561

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

زیر سرپرستی

حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

مجلس ادارت

مدیر مسؤل

مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر

مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت

مولانا حسین احمد

مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر

نثار خان ایڈووکیٹ

اکتوبر ۲۰۰۱ء رجب ۱۴۲۲ھ جلد ۷ شمارہ ۱۰

فہرست مضامین

اداریہ	مفتی غلام الرحمٰن	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۹
قانون توہین عدالت کا شرعی تجزیہ	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۱۲
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۲۰
اسلام اور سائنس	عندلیب سبک	۲۴
ماحولیات اور اسلام	سرزمین خان	۲۷

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر۔صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشر و دفتر: مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۱۰ روپے سالانہ اندرون ملک ۱۰۰ روپے بیرون ملک ۲۰ ڈالر کی قیمت

Scanned with CamScanner

صدائے عصر ﴿اداریہ﴾

مشرف باشرف ہشیار باش!!

اا ستمبر ۲۰۰۱ کو پینٹا گون اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر غیر مرئی طاقت کے حملوں نے نہ صرف امریکہ بلکہ پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے جان بحق ہونے والوں میں کئی ممالک کے لوگ شامل ہیں خود پاکستان کے 53 افراد کی فہرست جاری کر دی گئی ہے جن میں 44 مرد اور 9 خواتین شامل ہیں تاہم کئی لاشیں مردہ خانوں، ہسپتالوں میں پڑی ہیں، جن کی شناخت باقی ہے امریکہ جیسے سپر پاور کی خوش فہمی میں مبتلا ملک اور پوری دنیا پر اقتدار کا خواب دیکھنے والی قوم کے لئے جسمانی اذیت کے علاوہ ذہنی اذیت کا کرب ناک موقعہ ہے مثالی تحفظات کے دعوے ادھورے رہ گئے۔ اور پینٹا گون جہاں پوری دنیا کے نصب وعزل کے طویل المعیاد منصوبے بنائے جاتے ہیں اچانک خود غیر متوقع منصوبہ کا شکار ہو گیا۔

ممکن ہے پینٹا گون میں جان بحق ہونے والوں کی فہرست میں کئی ایسے لوگ بھی شامل ہوں جنکے بنائے ہوئے منصوبوں سے کئی اقوام کی تباہی کے فیصلے ہوئے ہوں۔ لاکھوں بچے یتیم اور عورتیں بے سہارا ہوئی ہوں اور کئی قومیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں ہوں شاید ان کے سوئے اعمال کا نتیجہ ثابت ہو لیکن ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں ہلاک شدہ گان یقیناً وہ بے گناہ لوگ ہیں جو رزق کی تلاش میں وہاں ڈھیرے لگائے ہوئے تھے شاید یہ امریکہ کے مبینہ مظالم میں بالذات یا بالواسطہ طور پر شریک نہ ہوں اس لئے ایسے لوگوں کی ہلاکت قابل افسوس ہے اسلام کسی قوم پر بلا امتیاز مذہب وعقیدہ زیادتی کا حامی نہیں اور نہ اس کو تحسین کی نظر سے دیکھتا ہے ظلم جہاں بھی ہو، جس پر بھی ہو، جب بھی ہو، ظلم ظلم ہے اسلام کبھی اس کی اجازت نہیں دیتا ایسے بے گناہ لوگوں کی زندگی سے کھلینا اسلام میں حرام ہے اس لئے ایسی دہشت گردی کو اسلام سے

جوڑنا خود اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے اسلام امن وآشتی کا مذہب ہے اس کے نزدیک انسان کی جان کا تحفظ معاشرہ کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے دنیا میں شاید اسلام ہی وہ واحد مذہب ونظریہ ہے جو مسلمان کی طرح غیر مسلم کی جان کو بھی تحفظ فراہم کرتا ہے اور کسی سے زیادتی روا نہیں رکھتا۔

اا ستمبر کے واقعات پر امریکہ کا ردعمل فطرتی عمل ہے افرادی قوت کی تضییع اور اقتصادی نقصان کے علاوہ ذلت ورسوائی اور بے عزتی کے اثرات یقیناً سنگین ہوتے ہیں، ایسا ملک جو فرعون کے (**انا ربکم الاعلی**) کے ناجائز نعرہ کا جائز وارث قرار دیا جاتا ہو، پوری دنیا کو وہ غلام کی نظر سے دیکھتا ہے اور دنیا والے بھی بہادر امریکہ کے طوق غلامی کو سونے کا ہار سمجھتے ہوں پھر ایسی قوم کی ذلت اور رسوائی کے ردعمل کی شدت موجودہ ردعمل کی نسبت سے زیادہ ہونی چاہئے اس لئے نفس ردعمل پر امریکہ کو ملامت کرنا بے جا ہے یہ اس کا حق ہے کہ وہ ایسی زیادتی کے خلاف آواز بلند کرے اور اپنی دفاع کیلئے راہ عمل تلاش کرے لیکن اس میں قابل افسوس پہلو یہ ہے کہ امریکہ جوش انتقام میں دشمن کے تعیین میں صریح غلطی کا ارتکاب کر رہا ہے وہ ابھی تک مجرم کے تعیین میں ناکام نظر آ رہا ہے اور شاید آئندہ جا کر بھی اپنے اصل دشمن پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ دنیا کے بے سروسامان غرباء اور فقراء طالبان پر جذبات ٹھنڈے کرنے کی فحش غلطی امریکہ مدتوں تک یاد رکھے گا ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ امریکہ کو اپنی اس غلطی پر صرف افغان قوم سے نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں سے معافی مانگنی پڑے گی لیکن اس وقت اسکا کوئی خاص فائدہ نہیں رہیگا آخر کار ربع صدی سے آدم خوروں کے مظالم کی شکار قوم اقتصادی اور معاشی زبون حالی سے گرا ہوا ایک غریب ملک سپر پاور کے حساس ترین علاقوں تک کیسے رسائی حاصل کر سکتا ہے؟ پھر اسامہ بن لادن جو افغانستان کے پہاڑوں کے کنج میں پناہ لئے ہوئے دنیا کے جدید ترین آلات سے محروم ہو کر امریکہ کے خلاف ایسے

Scanned with CamScanner

کامیاب ترین حملوں کو کیسے عملی جامہ پہنا سکتا ہے؟ اگر واقعی اسامہ بن لادن اتنا مضبوط اور طاقتور ذرائع سے لیس ہو جو امریکہ کے پینٹا گون اور اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو ایک گھنٹہ کے مختصر وقت میں زیروزبر کرسکتا ہے تو پھر امریکہ دنیا میں کیوں زندہ ہے؟ اور امریکہ کے ہزاروں فوجیوں کو ارض مقدس پر غائبانہ قبضہ کو کیوں موقعہ دیا جارہا ہے؟ اگر اسامہ بن لادن امریکہ کو ہلا سکتا ہے تو پھر وہ ایسی مفلوک الحال قوم کا مہمان بننے پر کیوں قناعت کئے ہوئے ہیں؟

امریکہ اگر آج بھی تجاہل عارفانہ رویہ چھوڑ کر حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرے تو اس کو یقین ہوگا کہ یہود ہی اس منصوبہ کے بانی ومبانی ہیں ممکن ہے کہ اس کاروائی میں مسلمانوں کے جذبات سے استفادہ کیا گیا ہو کیونکہ ایسی جان کی بازی کی توقع مسلمانوں کے سوا کسی دوسرے نظریہ والوں سے ممکن نہیں مسلمان ہی جذبہ شہادت سے سرشار ہو کر آگ میں چھلانگ لگا تا ہے لیکن پینٹا گون جیسے حساس علاقہ تک رسائی یا ورلڈ ٹریڈ سنٹر جیسے محفوظ ترین مقام تک رہبری ورہنمائی وہی قوم کرسکتی ہے جو امریکہ کے راز ونیاز سے آگاہ ہو اور ان کے محارم بن بیٹھے ہوں یہ یہود کے سوا دوسری قوم نہیں ہوسکتی۔ لیکن سوال یہ وارد ہوتا ہے کہ آخر کار امریکہ یہود کا محسن ہے۔ اسرائیل کی حکومت آج امریکہ کی وجہ سے قائم ہے اور امریکہ ہی نے اس کو وجود بخشا ہے امریکہ ہی کو اسرائیل کے خلاف عرب سے ایک لفظ سننا بھی گوارا نہیں اس کے باوجود یہود ایسی خباثت کا ارتکاب کیوں کررہے ہیں؟ دراصل یہود فطری طور پر دغاباز قوم ہے وہ ہمیشہ فتنہ وفساد کو اصلاح اور تخریب کو تعمیر سمجھتی ہے قرآن یہود کی باطنی خباثت کی طرف اشارہ کرکے کہہ رہا ہے **واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون o الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون o** یعنی جب یہود سے کہا جاتا ہے کہ دنیا میں فساد مت پھلاؤ تو یہ جواب دیتے ہیں ہم تم اصلاح کرنے والے ہیں خبردار یہی لوگ فتنہ وفساد پھیلانے والے ہیں لیکن یہ لوگ سمجھتے نہیں۔

آج یہود کی ہر تخریب کاری بھی شاید ان کے نزدیک یہودیت کی خدمت اور اسرائیل کو استحکام بخشنے کا ذریعہ ہو وقوع کے روز ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ہزاروں یہود کی غیر حاضری اور اسرائیلی وزیر اعظم کے دورہ امریکہ کی منسوخی ایسے اقدامات ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کاروائی یہودیوں کی منصوبہ سازی کا حصہ ہے ورنہ اس کو اتفاق کہنا مشکل ہے کہ اتنی تباہی کے باوجود یہود کلی طور پر اس سے محفوظ رہیں گذشتہ امریکہ انتخابات میں یہودیوں کو جو ھزیمت اٹھانی پڑی اس سے پوری دنیا باخبر ہے الگور کی کامیابی کے لئے یہودیوں نے بڑی محنت کی نتائج پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی لیکن ہر مقام پر ناکامی ہوئی جب بش جونیر کی کامیابی کا اعلان کیا گیا اس سے امریکہ میں مقیم چھ سے سات ملین مسلمانوں کو سیاسی میدان میں ایک مقام ملا بش کی کامیابی سے مسلمانوں اندرون امریکہ کو مزید پذیرائی مل سکتی تھی جو یہود کو گوارا نہیں رہا مزید براں ابھی تک امریکہ کے اقتصادی میدان پر یہود ہی قابض ہیں وہ معاشی میدان میں خود امریکہ کو قدم جمانے کا موقع فراہم نہیں کرتا بش جونیر نے کامیاب ہو کر امریکی اقتصادیات پر خاص توجہ دی اس کو احساس تھا کہ امریکہ اقتصادی بحران سے کسی وقت دوچار ہوسکتا ہے اس لئے بش کی کامیابی پر اقتصادی میدان میں امریکہ کی تبدیلی پوری دنیا میں محسوس ہورہی تھی، یہود کو احساس تھا اگر بش کی اقتصادی پالیسی کامیاب ہوجائے تو مسلمانوں کی وقعت کے علاوہ یہود اس میدان سے کسی وقت آوٹ ہوسکتے ہیں اس لئے یہود کو ایسے منصوبہ کی ضرورت پڑی جس سے بش ناکام ہو کر اقتصادی میدان پر ان کی اجارہ داری قائم رہے اور مسلمانوں کو صرف امریکہ میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں امریکہ کے ذریعہ سبق سکھایا جاسکے چنانچہ جس عیاری سے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنایا گیا یہودی سو فیصد اس میں کامیاب نظر آرہے ہیں یہود ہی نے پروپیگنڈہ کرکے امریکہ کو قائل کرنے کی مذموم کوشش کی کہ یہ تمام تر کاروائی مسلمانوں کی ہے جس کے نتیجہ میں امریکہ اقتصادی پالیسی میں ناکام ہو کر یہود کو مزید استحکام ملا

اور پوری دنیا میں امریکہ کو اسلام کے خلاف اقدامات کرنے پڑے جس پر بش نے اس کو صلیبی جنگ قرار دیا چنانچہ یہود کے پروپیگنڈہ سے صرف امریکہ نہیں بلکہ یورپ اور کفر کی پوری دنیا اسلام کے خلاف صف بستہ ہیں دہشت گردی کے بہانہ سے مسلمانوں کو پائے مال کیا جارہا ہے دیار غیر میں اسلام سے وابستگی پر لوگوں کو سزا دی جارہی ہے دینی اقدار سے بے زاری پر لوگوں کو مجبور کیا جارہا ہے اسلامی تشخص اپنانا دہشت گردی کی علامت سمجھی جاتی ہے اور پوری دنیا میں مسلمان الم ناک کیفیت سے دوچار ہیں۔ پھر افغانستان پر رات و دن ایک کر کے راکٹ و میزائل برسا کر اور ہوائی حملے کر کے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹایا جارہا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ مسلمان ممالک بھی یہود کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر کفار سے دوستی کا حق نبھا رہے ہیں اسلام دشمنی کو انفرادی اور اجتماعی طور پر حمایت حاصل ہے جبکہ اسلام بے یارومددگار ہو کر صرف اور صرف افغانستان کے مظلوم و مقہور طالبان کے عنوان سے دنیا میں زندہ، جاوید ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کی پیشنگوئی کی تصدیق آنکھوں کے سامنے ہے کہ (**بدأ الاسلام غريبا وسيعود لما بدأ فطوبى للغربا او كما قال**) یعنی اسلام کو ابتداء میں اوپرے لوگوں نے جگہ دی اور آخر میں بھی یوں ہوگا آج اسامہ بن لادن ایک مسافر مجاہد اور افغانستان کے مفلوک الحال طالبان کے دلوں میں اسلام کو جگہ دی جارہی ہے لیکن کرہ ارض پر ۵۷ ستاون اسلامی ممالک میں اسلام کے لئے جگہ نہیں پائی جاتی روحہ قطر میں او آئی سی کانفرس میں امریکہ کے ۱۱ستمبر کے واقعات پر افسوس کیا جارہا ہے لیکن کسی کو افغان مظلوم کے حق میں آواز اٹھانے کی جرات نہیں ہوئی۔

ہائے افسوس! آج مسلمان کی غیرت کو للکارا جارہا ہے لیکن پھر بھی مسلمان خواب غفلت سے بیدار نہیں ہورہا بین الاقوامی فورم پر امریکہ کے ظلم کو انصاف کہنے والے بہت ہیں لیکن افغانیوں کے ناحق خون ریزی پر کسی کو افسوس کرنے کی جرات نہیں ہورہی ہے۔ پاکستان

جس کو اسلام کا قلعہ سمجھا جارہا تھا آج چند ڈالروں کے عوض کفار کیلئے آلہ کار بنا ہوا ہے وہ فوج
جس کا ماٹو ایمان، تقوی، جہاد فی سبیل اللہ تھا آج صدر مشرف نے اس اہم ماٹو کے عوض امریکہ
اور اس کے اتحادیوں کو پاکستان اور آرمی کی طرف سے مخبری، نقل و حمل کا تعاون اور فضائی حدود
کا استعمال جیسا گھناونا اور بے غیرت ماٹو پیش کر دیا۔ امریکہ سے دوستی اس فوج کی علامت ہے
اور امریکہ سے دوستی کے دھوکہ میں حق کی آواز ملک سے غداری قرار دی جارہی ہے پچیس سال
سے افغانستان کے بارے میں خارجہ پالیسی بیک قلم تبدیل کرنا دانشمندی نہیں حکمرانوں کو یہ نہیں
بھولنا چاہیئے کہ آئندہ جا کر یہ سودا بہت مہنگا پڑیگا ملکی پالیسی کی تبدیلی کے لئے امریکہ دوستی کو
معیار بنانا یا امریکہ کے مفادات کو تحفظ دلانا اس پالیسی کی ناکامی کی بڑی دلیل ہے امریکہ لاکھ
دفعہ اعتماد دلائے لیکن اس کی پالیسی میں مسلمانوں کی خیر خواہی یا پاکستان کے مفادات کا باب
نہیں پایا جاتا اور نہ امریکی پاکستان کی خیر خواہی کے جذبہ سے آشنا ہیں۔ ملک کی موجودہ پالیسی
سے جو کچھ مفاد تھا وہ ڈالروں کی شکل میں مل گیا لیکن حالات بتا رہے ہیں کہ ہم نے غیرت اور
ایمان کا سنہری موقعہ کھو دیا اور آئندہ کے واقعات کچھ ایسے دکھائی دے رہے ہیں کہ ملک کا وجود
خطرہ سے دوچار کیا گیا ہے کیونکہ افغانستان میں اگر طالبان کی حکومت قائم رہی اور انشاء اللہ
قائم رہے گی وہ لوگ جو طالبان حکومت کو چند گھنٹوں کا مہمان سمجھ رہے تھے شاید وہ خود چند لمحات
کے مہمان ہوں لیکن ملک کی موجودہ پالیسی سے یقیناً طالبان کا رویہ تبدیل ہوگا اور خدانخواستہ
اگر امریکہ کے اشارہ پر شمالی اتحاد یا ظاہر شاہ کو بٹھایا گیا تو پھر سرحد ہمارے لئے ہندوستان کی
نسبت سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگا جبکہ کشمیر کی بات تو ابھی دہشت گردی کے کھاتہ میں ڈالی
جارہی ہے اس لئے طالبان حکومت کے خلاف امریکہ کے آلہ کار بنکر کل حکومت کے لئے کشمیر
میں مسلمانوں کی حمایت ممکن نہیں رہیگی چنانچہ اب بھی جہادی تنظیموں پر پابندی لگوانا کشمیر سے
ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔

Scanned with CamScanner

اس سے انکار نہیں کہ امریکی حمایت نہ کرنا دشوار مرحلہ تھا لیکن امریکہ کی دوستی اس سے دشوار ترین اور خطرناک قدم ہے اگر ہم امریکہ کے دوست نہ بنتے تو اس سے کوئی آسمان نہ گرتا صدر صاحب کو بحیثیت سربراہ آرمی کے سوچنا چاہیئے تھا کہ کیا ان کا فیصلہ ایمان، تقوی، اور جہاد فی سبیل اللہ جو آرمی کے ہر بیرک پر لکھا ہوا ہے اس سے میل کھاتا ہے ایران نے امریکہ کی دوستی سے انکار کر کے اپنا تشخص بحال رکھا آخر کار اس پر کونسی مصیبت آپڑی بلکہ اس سے مسلم معاشرہ میں اس کی قدر بڑھ گئی اور مسلمانوں کے دلوں میں بیداری پیدا ہوگئی لیکن پاکستان کی خارجہ پالیسی نے ایٹمی طاقت بن جانے کے بعد حاصل کیا ہوا مقام کھو دیا۔

اب بھی ارباب اقتدار کیلئے سوچنے کا مقام ہے کہ ملک کی خارجہ پالیسی کا جائزہ لے کر افغان پالیسی پر نظر ثانی کرے، ملک کے طول وعرض میں طالبان کے حق اور امریکہ کے خلاف مظاہرے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ملک کی اکثریت اس پالیسی پر نالاں ہے امریکہ اگر ڈالروں سے بھری بوریوں کے منہ کھول دے پھر بھی مسلمانوں کے ضمیر کا سودا مشکل ہے اگرچہ حکومت خوش قسمتی کا شکار ہو کر یہ مٹھی بھر عناصر کے جذبات سمجھ رہی ہے لیکن درحقیقت حکومت دھوکہ میں ہے وہ چند ٹکوں کی خاطر ملک کی عزت داؤ پر لگا رہے ہیں اور مفاد پرستی کے سوا اس کو اور کچھ نظر نہیں آرہی ہے حالانکہ یہی ڈالر پھر فوجی جرنیل اور سیاسی سوداگر یورپ یا امریکہ میں محلات بنانے کیلئے واپس لے جائینگے اور ملک کو قرض کے بوجھ کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا حکومت سے ہمارا خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ پیش رو حکمرانوں سے سبق حاصل کریں جن لوگوں نے امریکی مفادات کا تحفظ کیا ان کو امریکہ سے کیا صلہ ملا؟ اور مقصد برآوری پر امریکہ کا رویہ پکار رہا ہے؟ آج سوچیں اور سوچنے کا سنہری موقعہ ہے کل یہ نہ کہیں کہ ہمیں خبر نہ ہوئی اسلامی تشخصی میں ہماری بقاء ہے اور اسلام سے وابستگی ہماری زندگی کی دلیل ہے ورنہ جو قومیں اپنا تشخص کھو بیٹھی ہیں اور عقیدہ سے بے زار ہوتی ہیں دنیا میں ان کا رہنا مشکل ہوتا ہے

غلام الرحمن ۱۲/۸/۲۰۲۰ء

محاسن القرآن

(مفتی علام الرحمن)

لما جاء هم کتب من عند الله مصدق لما معهم وکانوا من قبل یستفتحون
علی الذین کفروا فلما جاء هم ما عرفوا کفروا به فلعنة الله علی الکافرین
بئسما اشتروا به انفسهم ان یکفروا بما انزل الله بغیا ان ینزل الله من
فضله علی من یشاء من عباده فباءو بغضب علی غضب وللکافرین
عذاب مهین o

ترجمہ- اور جب اللہ تعالی کی طرف سے وہ کتاب ان کو پہنچی جس میں ان کے پاس موجودہ علمی
سرمایہ کی تصدیق تھی باوجود یہ کہ لوگ اس سے قبل کفار کے مقابلہ میں فتح یابی کی دعائیں مانگتے
تھے مگر جب ان کے پاس جانی پہچانی کتاب پہنچی انہوں نے کفر کیا اللہ تعالی کی لعنت ہو
کافروں پر- بہت برا ہے وہ معاملہ جس میں انہوں نے جان کے بدلہ اللہ تعالی کی نازل کردہ
کتاب کا انکار اختیار کیا - وہ بھی محض اس ضد کی وجہ سے کہ اللہ تعالی اپنی مہربانی سے اپنے
بندوں میں جس سے چاہے انتخاب کیوں کرتے ہیں پس یہ لوگ غضب بالائے غضب کے
مستحق ٹھہرے اور کفار کے لئے رسوا کن عذاب ہے-

محاسن -

یہود کی کجروی اور ہٹ دھرمی کا آخری مرحلہ ہے جس میں موجودہ یہودیوں کی خباثت کا بیان
ہے حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے یہ یہود کے احوال کا نوع خامس ہے جس میں یہ بتایا جا رہا ہے
تمہارے آباؤ اجداد نے انبیاء کی تکذیب کی ان کو قتل کرنے سے دریغ نہیں کیا لیکن تم بھی ان
سے کچھ کم نہیں کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت بھی تم نے اپنی زندگی کا

مقصد بنا رکھا ہے حالانکہ تم خود آپ کی بعثت کے انتظار میں بیٹھے تھے۔

﴿یستفتحون﴾ باب استفعال ہو کر اس میں دو معانی کا احتمال ہے مجرد کے معنی پر ہو ﴿یستفتحون﴾ ﴿یفتحون﴾ کے معنی پر ہو اور فتح کے معنی اور خبر دینے کا آتا ہے مقصد یہ رہے گا کہ اے یہود تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل لوگوں کو رہے تھے کہ آخری زمانہ میں جو پیغمبر بھیجا جائے گا اس کی یہ خوبیاں ہوں گی جیسا کہ ﴿اتحدثونهم بما فتح الله عليهم﴾ میں یہود کے بڑے چھوٹوں کو اس پر ملامت کر رہے تھے تم لوگوں کو آپ کی صفتیں کیوں بیان کرتے ہو لیکن باب استفعال کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اس میں طلب کا معنی ہوتا ہے اس لئے پھر اس کا معنی یہ رہے گا کہ تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے دشمن کے مقابلہ مصیبت کے وقت آخری زمانہ کے پیغمبر کے توسل سے دعائیں مانگتے تھے چنانچہ تفسیر ﴿روح المعانی﴾ میں ہے کہ یہود کا جب دشمنوں سے مقابلہ ہوتا اور جنگ شدت اختیار کر جاتی تو یہ لوگ توریت میں آخری زمانہ کے پیغمبر کی صفتیں نکال کر اس پر ہاتھ رکھ کر کہتے۔

﴿اللهم انا نسألك بحق نبيك الذي وعدتنا ان تبعثه فى آخر الزمان ان تنصرنا اليوم على عدونا﴾

جس کی وجہ سے یہ لوگ دشمنوں پر غالب آ جاتے تھے۔ جو معنی بھی مراد لیا جائے حقیقت سامنے آتی ہے۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سے یہود واقف تھے لیکن جب آپ تشریف لائے تو یہود مخالف بن گئے۔ یہود کی مخالفت کی اصل وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ حضرت اسحاق کی اولاد میں تھے ابھی تک نبوت کا سلسلہ زیادہ تر ان کی نسل میں چل رہا تھا یثرب (مدینہ منورہ) کے قرب وجوار میں رہائش اختیار کرنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ سعادت ہمیں ملے لیکن اللہ تعالی نے یہ سلسلہ اولاد اسماعیل میں منتقل کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی بعثت مکہ سے کی یہ بات ان کو پسند نہ آئی چنانچہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے لگے باوجود یہ کہ یہ لوگ آپ کو اچھے طریقہ سے جانتے تھے اس لئے قرآن کہہ رہا ہے کہ ایسے دیدہ ودانستہ کفر کرنے والوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہو یہود کی ناراضگی کی بنیاد انتخاب ربانی پر اعتراض تھا نبوت کسی کی نہیں بلکہ وہبی اور اعطائی ہے اللہ تعالی جس کا انتخاب کر کے رسالت کے لئے چن لیتے تھے لیکن ان لوگوں نے اس کو اپنی نسل تک محدود سمجھ کر اللہ تعالی کے فیصلہ پر اظہار ناپسندیدگی کر کے اللہ تعالی کے قہر وغضب کو دعوت دی۔ چنانچہ پہلے یہ لوگ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام سے انکار کرتے تھے اور بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا جو غضب بالا غضب کے استحقاق کے مترادف ہے۔ یقیناً ایسے لوگ رسوا کن عذاب کے حقدار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسد بری بیماری ہے حاسد حقیقت سے آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ یہود باوجودیکہ آپ کو جانتے تھے لیکن حسد کی وجہ سے مخالفت پر اتر آئے اور دین کے دشمن بن گئے چنانچہ قرآن ان کے کفر کی وجہ حسد اور بغض قرار دے رہا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ نجات کے فیصلے انجام پر ہوتے ہیں یہود کا انجام برا رہا مدتوں سے علم ودانش کے امین تھے لیکن جب اللہ تعالی کے رسول کی مخالفت کی تو قہر خداوندی کے مستحق ٹھہرے۔ آیت کے مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے توسل کے جواز کی نشاندہی ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے انشاء اللہ اپنی جگہ اس پر بحث ہوگی تاہم یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ اعمال صالحہ کے توسل سے کسی کو انکار نہیں لیکن برگزیدہ اشخاص کے توسل سے اللہ تعالی سے سوال کرنا تفصیل طلب ہے اگر ذوات فاضلہ کے ذریعہ مانگی ہوئی دعا اللہ تعالی پر لازم قرار دی جائے یا ذوات فاضلہ کے اسماء کو اللہ تعالی کے اسماء کے برابر سمجھا جائے یقیناً یہ زیادتی ہے۔ اور شریعت ایسے توسل کی اجازت نہیں دیتی لیکن جہاں یہ عقیدہ نہ ہو تو پھر ذوات کے اسماء کے توسل سے دعاء مانگنے میں کوئی حرج نہیں۔

Scanned with CamScanner

قانون توہین عدالت کا شرعی تجزیہ

مفتی ذاکر حسن نعمانی

"اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور" میں لکھا ہے، توہین عدالت (Contempt of Court)(ا)اس آرٹیکل میں عدالت سے عدالت عظمیٰ یا کوئی عدالت عالیہ مراد ہے، (۲) کسی عدالت کو کسی ایسے شخص کو سزا دینے کا اختیار ہوگا جو (الف) عدالت کی قانونی کاروائی کی کسی طرح مذمت کرے، اس میں مداخلت کرے یا مزاحمت کرے یا عدالت کے کسی حکم کی نافرمانی کرے (ب) عدالت کو بدنام کرے یا بصورت دیگر کوئی ایسا فیصلہ کرے جو اس عدالت یا عدالت کے جج کے بارے میں نفرت، تضحیک یا توہین کا باعث ہو (ج) کوئی ایسا فیصلہ کرے جس سے عدالت کے سامنے زیر سماعت کسی معاملہ کا فیصلہ کرنے پر مضر اثر پڑنے کا احتمال ہو، یا (د) کوئی ایسا دوسرا فیصلہ کرے جو از روئے قانون توھین عدالت کا موجب ہو شرح میں لکھا ہے، لارڈ ہارڈوک کے مطابق توہین عدالت تین طرح کی ہوتی ہے، (ا) عدالت کے بارے میں سکینڈل گھڑنا (۲) عدالت کے روبرو زیر سماعت کسی مقدمہ کے فریقن کو برا بھلا کہنا (۳)) کسی مقدمہ کی سماعت سے قبل لوگوں کو اس کے بارے میں بدگمان کرنا (ص270) اسی طرح لکھا ہے توہین عدالت کے قانون کا اطلاق صرف عدالتی کاروائیوں پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا اطلاق عدالت کی انتظامی کاروائیوں پر بھی ہوتا ہے (پی ایل ڈی ۱۹۶۴ لاہور) یہ بھی لکھا ہے، یہ درست ہے کہ جج کا عدالتی فیصلہ تنقید سے بالاتر نہیں ہے اس لیے عوام الناس نیک نیتی سے عدالتی افعال پر رائے زنی کر سکتے ہیں لیکن یہ حق بد نیتی سے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ اس لیے اگر کوئی شخص عدالت کے روبرو ایسا رویہ اختیار کرے جو عدالت کے وقار کے منافی ہو تو نیک نیتی سے تنقید نہ ہوگی۔

توہین عدالت کے قانون کے بنیادی مقاصد دو ہیں

(۱) لوگوں کے دلوں میں عدالتوں کی عظمت اور انصاف پسندی کے جذبات کو پروان چڑھانا

(۲) جج صاحبان کو ناجائز اور بے جا تنقید سے محفوظ کرنا۔ تاکہ بلا خوف وخطرہ اپنے فرائض انجام دے سکیں (ص 271) مزید لکھا ہے۔ عام قانون یہ ہے کہ کوئی شخص بیک وقت مستغیث اور جج نہیں بن سکتا تاہم توہین عدالت کے سلسلہ میں اس اصول کے مطابق عمل نہیں کیا جاتا، کیونکہ جس عدالت کی توہین کی جائے وہی عدالت توہین عدالت کے مرتکب شخص کے خلاف کاروائی کر سکتی ہے محض معافی مانگ لینے کی بنا پر توہین عدالت کے مرتکب شخص کو بطور حق معاف نہیں کیا جا سکتا اور عدالت غیر مشروط معافی نامہ کو بھی قبول کرنے سے انکار کر سکتی ہے توہین عدالت کے مرتکب شخص کو معافی دینا یا نہ دینا عدالت کی صوابدید پر ہے عدالت عظمیٰ صرف یہ دیکھ سکتی ہے کہ آیا عدالت عالیہ نے معافی دینے سے انکار کرنے میں غیر ضروری سختی سے تو کام نہیں لیا (پی ای ڈی ۱۹۷۱ سپریم کورٹ) (ص274)

توھین عدالت کا لفظی تجزیہ

پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ توہین عدالت ہے کیا چیز، توہین کا مادہ وھن ہے کسی کام، عمل، بدن یا اخلاق میں خفت اور کمزوری کو کہتے ہیں اس قانون میں توہین اکرام کی ضد ہے، جس کا معنیٰ ذلت ہے تو توہین کا معنی ہوا کسی کو ذلیل کرنا جس میں حقارت کا معنیٰ بھی موجود ہے، ارشاد باری ہے (ومن يهن الله فماله من مكرم) اور جس کو اللہ ذلیل کرے اسے کوئی نہیں عزت دینے والا (الحج)

عدالت عدل سے ہے، اس کا معنیٰ ہے انصاف، عدالتوں میں لوگوں کو انصاف ملتا ہے اسی لیے وہ عمارت جہاں لوگوں کے جھگڑوں کے فیصلے ہوتے ہیں عدالت کہلاتی ہے، قانون توہین عدالت کے آرٹیکل کی شقوں کو دیکھا جائے تو یہ قانون چند چیزوں کا مجموعہ ہے اور

Scanned with CamScanner

ان تمام چیزوں کے ساتھ اس قانون کا تعلق ہے۔(۱) جج (۲) عدالت اگر عدالت سے…
کا فیصلہ اور انصاف ہے تو پھر کہا جائے گا کہ ملزم یا کسی اور نے فیصلہ اور انصاف کی توہین کی…
اگر عدالت سے مراد کمرہ یا عمارت عدالت مراد ہے تو دیکھنا ہوگا کہ عدالت کی جگہ مسجد…
نہیں اگر عدالت یا فیصلوں کی جگہ مسجد ہے تو پھر مسجد قابل احترام جگہ ہے، شعائر اللہ سے…
اس کی توہین گناہ ہے اگر فیصلوں کی جگہ مسجد نہیں کوئی عمارت ہے تو پھر اس کا تقدس مسجد کی طرح…
نہیں ہوسکتا، اسلیئے کہ آداب المساجد پر علماء کرام نے کتابیں لکھی ہیں، مسجد ایک مقدس…
متبرک مقام ہے اور بھی مقدس مقامات ہیں مثلاً قدس کے شہر، طور سیناء اور بلد امین (…
مکرمہ) اللہ تعالی نے ان کی قسمیں کھائیں ہیں، بعض مقامات انتہائی متبرک ہوتے ہیں…
مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ امام مالکؒ مدینہ منورہ کے حدود سے باہر نکل کر قضاء حاجت…
کرتے تھے، کمرہ عدالت یا عمارت صحیح شرعی اور مبنی برانصاف فیصلوں اور اسلامی قضاۃ کا مرکز…
ہونے کی وجہ سے متبرک ہوسکتی ہیں لیکن مسجد اور دیگر مشہور و منصوص متبرک اور مقدس مقامات…
درجہ حاصل نہیں کرسکتی جس کی توہین کوئی بڑا گناہ بن جائے زیادہ سے زیادہ بے ادبی کہہ…
ہیں، لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ ملزم یا کوئی اور شخص عدالت کی عمارت کی کبھی بھی توہین نہیں…
کرتا اس کو معلوم ہے کہ عمارت تو ایک بے جان چیز ہے اس کا کیا قصور ہے، توہین یا جج…
کرے گا، اسلیئے کہ فیصلہ کرنے والا اور سنانے والا جج اور قاضی ہے، یا پھر فیصلہ کی خلاف ورزی…
یا توہین کرے گا، کیونکہ فیصلہ عموماً اور طبعاً ناگوار ہوتا ہے اسلیئے طبیعت کو شریعت کے…
کرکے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم ختم کرنا ہوتا ہے، لہذا توہین عدالت کے قانون میں دو چیزیں…
نکل آئیں، جج اور فیصلہ کی توہین، قانون کے نزدیک جو قول اور فعل توہین کے زمرہ میں آئے…
اس کی رجعت ان ہی دو کی طرف ہوگی، لہذا جج اور فیصلہ کی حیثیت پر بحث ضروری ہے

(۱) جج :۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں شعائر اللہ چار ہیں اللہ، بیت اللہ، کلام اللہ، رسول اللہ

…کے علاوہ بھی دینی شعائر ہیں، مثلاً مسجد، داڑھی، علماء کرام وغیرہ، شعائر اللہ کی توہین بعض
…ت نا قابل معافی جرم بن جاتا ہے، مثلاً عیاذاً باللہ کسی نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی تو
…[illegible] قتل ہے، اس کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں جاسکتی، عدالتوں کے جج بھی شعائر
…میں نہیں ہوتا ہاں اگر جج عالم ہے تو پھر اس کی توہین قابل تعزیز جرم ہے اگر عالم نہیں تو ہر
مسلمان واجب الاکرام ہے کسی بھی مسلمان کی توہین جائز نہیں، خواہ جج ہو یا کوئی اور شخص ہو (
) یہ ضروری نہیں کہ جج ہو تو توہین کا پہلو نکل سکتا ہے ورنہ نہیں بلکہ توہین کا پہلو ہر
مسلمان کیلئے نکل سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کسی پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کا صریح الزام لگا کر
کوئی ثابت نہ کرسکے تو اگر مقذوف مطالبہ کرے تو الزام لگانے والے کو اسی کوڑے لگائے
جائیں گے ، اس لیئے کہ الزام لگانے والے نے ایک مسلمان کی عزت کو داغ دار بنا کر توہین
کی ہے اگر کوئی مجرم سزا سننے کے بعد جج کو برا بھلا کہے کوئی گالی دے تو ایک اخلاقی جرم ہے جج
کو چاہیے کہ معاف کردے، یا کوئی دوسری عدالت اس کو تعزیری سزا دے لیکن یہ اس وقت
ہے کہ جج کی حیثیت شرعی قاضی کی ہو اور فیصلہ شریعت کے مطابق کیا ہو، کیونکہ مجرم نے قاضی
صاحب جو ایک صاحب حیثیت شخصیت تھی اس کو مجروح کردیا، ھدایہ میں ہے (قیل ان
کان المسبوب من الاشراف کالفقهاء والعلوية يعذر) جس کو گالی دی ہے اگر
اشراف میں سے ہے جسے فقہاء اور سادات تو گالی دینے والے کو تعزیری سزا دی جائے لیکن
موجودہ عدالتی نظام میں ایسی صورت حال پیش آجائے تو جج خود ہی مدعی، خود ہی گواہ اور خود ہی
عدالت بن جاتا ہے حالانکہ یہ بالکل غیر معقول اور غیر شرعی بات ہے، جبکہ موجودہ عام قانون
کے مطابق کوئی شخص مستغیث (فریادرس) اور جج نہیں بن سکتا، لیکن توہین عدالت کے قانون
میں یہ استثناء موجود ہے کہ جج خود مستغیث اور جج بن سکتا ہے، ایسی صورت میں جج میں ذاتی
انتقام کا جذبہ ہوتا ہے توہین عدالت کا مرتکب اگر معافی نہ مانگے تو جج اس کو معاف نہیں کرتا،

Scanned with CamScanner

حالانکہ جج کو چاہئے کہ اس کو معاف کردے اگر جج کا ذاتی انتقام نہیں تو مجرم سے یہ کیوں کہتا ہے کہ جب تک معافی نہ مانگو معاف نہیں کروں گا اسی وقت جیل میں ڈال دیتا ہے کئی ججوں کے ایسے واقعات مشہور ہیں، انگریزوں کے دور میں ہندو ہری کشن لال گابا کو ایک انگریز چیف جسٹس ینگ نے اس وقت تک قید میں رکھنے کا حکم دیا تھا جب تک وہ ان سے معافی طلب نہ کرے لیکن ہندو نے معافی نہ مانگی اس کا خیال تھا کہ انگریز جج ایک اچھا انسان نہیں، ہندو ہری کشن لال گابا قید میں ہی مر گیا کبھی اس قانون کے تحت ظالمانہ سزا دی جاتی ہے، جسٹس شوکت علی نے ایک مرتبہ چند ججوں کے کردار کو سخت ترین تنقید کا نشانہ بنایا اس کی سزا یہ ملی کہ تمام جائیداد کی قرقی کا حکم دیا گیا، انہوں نے فوراً معافی طلب کرلی، (خبریں مارچ 1995) قاضی ابوالموافق سیف بن جابر نے ایک شخص کو توہین عدالت کے جرم میں قید کردیا کیونکہ اس نے قاضی کو کمرہ عدالت میں گالی دی تھی سلیمان بن ابی شیخ جو اس وقت کے بڑے عالم تھے قاضی صاحب سے کہا کہ تم نے اس شخص کو اپنی ذات کے انتقام میں قید کیا ہے تم اس کو عدالت سے باہر نکلوادیتے تو کافی تھا-

(القضاء والقضاۃ) جج کو چاہئے کہ ایسی صورت حال میں مجرم کو معاف کردے اگر سزا یافتہ مجرم نے کوئی ایسا کام کیا جس کا تعلق جج کی ذات کے ساتھ نہیں اور واقع قابل تعزیر جرم ہے تو پھر کوئی دوسری عدالت اس کو مناسب تعزیری سزا دے

(۲) فیصلہ کی توہین : فیصلہ اگر غیر شرعی ہے تو پھر فیصلہ کی توہین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، موجودہ عدالتی نظام سارا وضعی قانون کے مطابق ہے شرعی قانون کے مطابق فیصلے نہیں ہوتے، اس غیر شرعی عدالتی نظام پر تنقید اور اس کو برا بھلا کہنا توہین نہیں بلکہ کلمۂ حق کی آواز اٹھانا ہے اور یہ بڑا جہاد ہے، ارشاد باری ہے (ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك هم الكافرون) جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو اللہ نے اتارا ہو وہی لوگ ہیں

کافر، پھر مذکور ہے (فاولئك هم الظالمون) سو وہی لوگ ہیں ظالم پھر فرمایا فاولئك هم الفاسقون سو وہی لوگ ہیں نافرمان (لمآئدۃ) اگر جج غیر شرعی حکم کو قصداً شرعی حکم بتلا کر فیصلہ کرے پھر تو جج واقعی کافر، ظالم اور فاسق ہے، اگر غیر شرعی حکم کو شرعی تو نہیں بتلاتا لیکن مجبوراً غیر شرعی قانون کے مطابق غیر شرعی فیصلے کرتا ہے تو کافر نہیں لیکن پھر بھی ان تین آیات کے ظاہر پر غور کرے بڑی سخت وعید ہے، جس غیر شرعی عدالتی نظام پر اللہ کی طرف سے اتنی سخت وعید اور دھمکی ہے ان کو کیسے یہ حق حاصل ہے

کہ اس عدالتی نظام جج اور فیصلوں پر بے جا اور بجا تنقید کو توہین عدالت کا نام دیں اور پھر سزا بھی دیں، بلکہ ایسے غیر شرعی عدالتی نظام سے متعلقہ افراد خود قابل تعزیر ہیں یہ تو الٹ چور کوتوال کو ڈانٹ رہا ہے، ایسے غیر شرعی عدالتی نظام میں توہین عدالت کے قانون کا وجود زیادتی پر زیادتی ہے یہ چوری اور سینہ زوری ہے، ان کو چاہئے کہ پہلے عدالتی نظام کو شرعی بنائیں پھر توہین عدالت کی سوچیں، بلکہ میرے خیال میں توہین عدالت کا قانون موجودہ غیر شرعی عدالتی نظام کے نفاذ اور بقاء کے لئے لوگوں کے ڈرانے کے لئے ایک تازیانہ ہے خبردار کہ اس نظام کے خلاف کسی نے زبان کھولی، ہر شخص مجبوراً اس نظام کے فیصلوں کو قبول کر رہا ہے، توہین عدالت کے قانون نے لوگوں کے افعال اور اقوال پر پابندی لگادی، حالانکہ شرعی عدالتی نظام میں بھی صحیح تعمیری تنقید جائز ہے، قاضی شریح کی عدالت میں حضرت علیؓ جب اپنے ذاتی کیس کی لئے پیش ہوئے تو وہ احتراماً کھڑے ہو گئے حضرت علیؓ نے فرمایا یہ آپ کی پہلی غلطی ہے عدالت ہر فریق کے ساتھ یکساں سلوک کرے گی، کیا حضرت علیؓ نے عدالت کی توہین کردی؟ بلکہ قاضی کی اصلاح کردی، اگر جج کے فیصلہ میں کوئی غلطی اور چوک ہو تو اس کی اصلاح اور تنقید جائز ہے صحیح، جائز اور تعمیری تنقید پر پابندی تو امر بالمعروف اور (نهی عن المنكر) کے نظام کو ختم کرنا ہے کیا جج فرشتہ ہے یا نبی اور رسول کی طرح معصوم ہے یا صحابہ کرام اور اولیاء کرام کی طرح

Scanned with CamScanner

گناہوں سے محفوظ ہے حضورؐ تو فرماتے ہیں کلکم خطاء ون ، تم سب خطا کار ہو (کلکم اثمون نہیں) فرمایا کہ تم سب گناہ گار ہو، جب خطا اور غلطی کا امکان موجود ہے اور فیصلہ غیر شرعی بھی ہو تو پھر اس کے لئے قانون توہین عدالت موجودہ ججوں کو فرشتے اور ان کے فیصلوں کو صحیفہ آسمانی ہی بتلانا اور باور کرانا ہے افسوس انتہائی بے دینی کی وجہ سے نام نہاد دانشوروں کی عقلوں پر دبیز پردے پڑ گئے ہیں موٹی موٹی عقلی باتیں بھی سمجھ میں نہیں آتیں، اگر فیصلہ شرعی ہے تو مومن کی شان یہ ہے کہ اس کو دل وجان سے قبول کرلے، ارشاد باری ہے (فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليماً)

سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلے سے اور قبول کریں خوشی سے (النسآء) آیت سے معلوم ہوا کہ شرعی فیصلوں کو دل سے قبول نہ کرنا بے ایمانی کی علامت ہے، طبعی ناگواری الگ چیز ہے یہ طبعی ناگواری ایمان کے منافی نہیں، اگر کوئی سزا یافتہ شرعی فیصلہ کو نہ مانے تو قوت نافذہ زبردستی منوائے گی، اگر وہ مزید خلاف ورزی کرے تو اس کو مزید سزا دی جائے۔

شرعی عدالتی نظام اور تنقید

جیسا کہ عرض کیا صحیح جائز تنقید جائز ہے، اسی طرح عدالتی نظام سے شکوی بھی جائز ہے عبدالکریم زیدان نظام القضاء میں لکھتے ہیں، اجاز الفقهاء التشكى من القضاة ، فقہاء نے قاضیوں کے خلاف شکوہ شکایت کی اجازت دی ہے یہ شکوی (امیر المؤمنین) کے پاس جائے گا ، وہ تحقیقات کرائے گا اگر شکوی ایسا تھا جس سے قاضی کی صلاحیت قضاء صحیح نہیں رہتی تو بادشاہ اس کو معزول کردے، لکھتے ہیں کہ اس شکوہ شکایت کے لئے نظام ہونا چاہئے تاکہ لوگ شکوہ

شکایت آسانی کے ساتھ کرسکیں، اور اگر کسی کا مقصد شکوی نہیں ویسے ہی شرعی نظام کو نقصان پہنچانا ہو تو پھر مناسب سزا دی جاسکتی ہے، تاکہ نظام میں خلل نہ آئے (ص ۸۲،۸۱) امام ترمذی نے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت زبیرؓ اور ایک انصاری کا اپنے کھیت کو سیراب کرنے کا جھگڑا ہوا دونوں حضورؐ کے پاک فیصلہ لائے حضورؐ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا اسق یا زبیر ثم الانصاری زبیر پہلے تم سیراب کرو پھر انصاری ۔ انصاری نے کہا (انه لابن عمتك) یا رسول وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے حضورؐ کو غصہ آیا اور فرمایا زبیر (اجره على بطنه حتى يبلغ الماء الى الكعبين) اے زبیر پانی کو اس کے پیٹ پر آنے دو یہاں تک کہ ٹخنوں تک چڑھ جائے، الماوری فرماتے ہیں (انما قال اجره على بطنه ادباً له لجرأته عليه) حضورؐ نے اجره على بطنه اس کی جسارت کی وجہ سے تادیباً فرمایا (ص ۷۷) انصاری کو جب حضورؐ کے فیصلہ پر غصہ آیا اور ناگواری کا اظہار کیا تو حضور نے اس کو زجراً اور تادیباً یہ جملہ سنایا ،اس سے معلوم ہوا کہ فیصلہ کی توہین کی وجہ سے قاضی تعزیری سزا دے سکتا ہے اس واقعہ پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ توہین عدالت کے اس کیس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود قاضی اور عدالت بن گئے حالانکہ اس مضمون میں گزر چکا کہ ایسے مجرم کیلئے فیصلہ کوئی اور عدالت سنائے گی، اسلیئے کہ یہ جج اور عدالت فریق بن جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت نہ کوئی بڑا قاضی موجود تھا اور نہ کسی عدالت عالیہ کا تصور تھا، دوسرا جواب ہے کہ حضورؐ کی طرح مبنی بر انصاف فیصلہ آپ کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا تھا، اسلیئے آپؐ نے خود ہی یہ تعزیری جملہ استعمال کیا، تیسرا جواب یہ ہے کہ حضورؐ جیسی معصوم اور پاک ہستی سے فیصلہ کے وقت ذاتی انتقام کی توقع رکھنا ایمان کا زیاں ہے، اس ذاتی انتقام کی نہ ہونے کی وجہ سے آپؐ نے خود ہی تعزیراً ایسا کہا چہارم جواب یہ ہے کہ آپؐ کی تشریعی حیثیت بھی ہے جس کی وجہ سے آپ کے ہر قول اور فعل میں امت کیلئے راہنمائی ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

دار الافتاء (مفتی غلام الرحمٰن)

کھڑکیوں اور دروازوں پر پردے لٹکانا

سوال۔بعض روایات میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے سفر پر تشریف لے گئے میں نے آپؐ کے جانے کے بعد ایک کپڑا لیکر اس سے پردہ بنوا کر دروازوں پر لٹکایا جب آپؐ سفر سے واپس تشریف لائے اور پردہ دروازوں پر دیکھا تو آپ نے اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا اللہ تعالی نے ہمیں اس کا حکم نہیں دیا ہے کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنائیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کھڑکیوں اور دروازوں پر پردے لٹکانا ممنوع ہے حالانکہ آج کل عوام تو درکنار خواص کی کمرے بھی قیمتی پردوں سے سجائے جاتے ہیں کیا شریعت میں اس کی کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟

بینوا وتوجروا

وحید اللہ لنڈی کوتل

الجواب وباالله التوفيق

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام بے جا اسراف اور تبذیر کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا ہے سادگی، کفایت شعاری اور معاشرہ کیلئے خیر خواہی کے جذبہ پر اسلام زور دے رہا ہے جہاں تک مذکورہ روایت کی رو سے پردہ لٹکانے کا مسئلہ ہے تو محدثین فرماتے ہیں کہ اس پردے پر تصاویر تھیں جو آپ کو پسند نہیں تھیں۔چنانچہ دوسری روایت میں فیہ تماثیل کے الفاظ بھی مروی ہیں ممکن ہے پھاڑنے کی وجہ بنیادی طور پر وہ تصاویر ہوں ،تاہم ضرورت کے دائرہ میں رہتے ہوئے پردہ لٹکانا جائز ہے۔بلاضرورت فقہاء نے کراہت کے حکم میں لکھا ہے چنانچہ فتاوی غیاثیہ میں ہے

ارخاء السترعلى الباب مكروه نص محمد عليه فى السير الكبير لانه زينة

وتكبر والحاصل أن كل مايكون على وجه التكبر يكره وان فعل لحاجة وضرورة لايكره (۱۰۹/۱)

ترجمہ۔دروازے پر پردہ لٹکانا مکروہ ہے امام محمد نے السیر الکبیر میں اس کی تصریح کی ہے کیونکہ زینت اور تکبر کے حکم میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو تکبر کی وجہ سے ہو وہ مکروہ ہے اور اگر ضرورت کی بنیاد پر ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

واللہ اعلم

باپ کو طلاق نامہ ملنے پر طلاق کا وقوع

سوال۔ایک آدمی نے اپنی عورت کو تفصیل سے خط لکھ کر آخر میں یہ لکھا ﴿جب میرا یہ خط تجھے ملے تو سمجھ لو کہ تم میری طرف سے طلاق ہو﴾ یہ خط ڈاک کے ذریعہ عورت کے والد کو ملا جس نے خط پڑھ کر آگ میں ڈالا اور بیٹی کو اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا چند دن بعد بیٹی خاوند کے گھر آئی خاوند بھی خط پر خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں کیا ایسی صورت میں خاوند کے اس خط سے طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں۔

بینوا توجروا

بنارس خان اٹک

الجواب وباللہ التوفیق

اگر خاوند نے خط لکھنے پر اکتفا کر کے زبان سے تلفظ نہیں کیا ہو تو پھر خط کے محررہ مضمون کی روشنی میں طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ خاوند نے عورت کو طلاق خط ملنے پر معلق کیا ہے جبکہ خط باپ نے ضائع کر کے بیوی کو پہنچنے نہیں دیا اس لئے شرط کے فقدان کی وجہ سے طلاق کالعدم رہے گی تاہم اگر کہیں باپ بیٹی کے جملہ امور کا اختیار رکھتا ہو اور بیٹی کو ذرا بھر اختیار نہ ہو باپ کو خط ملنا گویا بیٹی کو خط ملنا متصور ہوتا ہو اور خاوند نے عموم کا ارادہ کر کے بیوی کو مخاطب کر کے باپ کا بھی ارادہ

کیا ہو تو ایسی صورت میں طلاق کے وقوع کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہو۔

والدليل علی ما قلنا مافی الفتاوی التاتارخانيه

اذا كتب الی امرأته اذا جاءك كتابی هذا فأنت طالق فوصل الكتاب الی أبيها فمزق الكتاب ولم يدفع اليها فان كان الأب هو المتصرف فی جميع أمورها وقع الطلاق حين وصل الكتاب الی ابيها فی بلدها وان لم يكن الأب هو المتصرف فی عموم امورها لايقع عليها الطلاق (ج ۳ / ۳۸۱)

ترجمہ۔جب خاوند نے بیوی کو طلاق لکھ کر کہا جب میرا یہ خط میرے پاس آئے تو تم طلاق ہو خط عورت کے باپ کو ملا جس نے پھاڑا اور عورت کو خط نہیں دیا پس اگر باپ بیٹی کے تمام امور کا متصرف ہو تو جب باپ کو خط ملے طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر باپ عام امور میں متصرف نہ ہو پھر اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

نقصان پہنچانے والی بلی کا مارنا

عربی میں نکاح کا ایجاب و قبول

سوال (۱)۔ اگر بلی مرغی کے چوزوں کو نہیں چھوڑتی ہو بلکہ کھاتی ہو یا چھوٹے بچوں پر حملہ آور ہوتی ہو۔ کیا ایسی بلی کا مارنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۲) ایک نکاح میں لڑکے اور لڑکی کے وکیل کے درمیان ایجاب وقبول عربی کے الفاظ سے ہوا۔ اگرچہ دونوں ان الفاظ کی حقیقت سے واقف تھے لیکن نکاح کے گواہان عربی نہیں سمجھ رہے تھے ہاں گواہان کو اتنا معلوم تھا کہ طرفین کا یہ مکالمہ نکاح کے لئے ہو رہا ہے کیا ایسی صورت میں نکاح منعقد ہوگا یا نہیں

بینوا توجروا

خاکسار کاٹلنگ

الجواب وبالله التوفيق

(۱) جو بلی مالی یا جانی نقصان کا ذریعہ بنتی ہو اس کے مارنے کے بغیر جان چھڑانا مشکل ہو تو ایسے نقصان دہ حیوان کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں لما قال ابن نجيم المصری

(سئل) عن قتل الهرة اذا كانت موذية هل يحل أم لا

(أجاب) نعم يحل ذبحها بسكين حادة

الفتاوی علی هاشی غياثيه / ۱۷۸

ترجمہ۔موذی بلی کے قتل کے بارے میں پوچھا کیا یہ حلال ہے آپ نے جواب دیا ہاں جب نقصان کا ذریعہ ہو تو پھر اس کو تیز چھری کے ساتھ قتل کرنا جائز ہے۔

(۲) گواہان جب ایجاب وقبول کے الفاظ سے، انعقاد نکاح کی حقیقت سے آگاہ ہوں یہی ان کے علم کے لئے کافی ہے پوری لغت کا جاننا ضروری نہیں۔ لہٰذا نکاح منعقد رہے گا ﴿فتاوی غیاثیہ﴾ میں ہے۔

تزوج امرأة بالعربية والزوج والمرأة يعرفان العربية والشهود لايعرفون اختلف المشائخ فيه والأصح انه ينعقد (ھ / ۵۹)

ترجمہ۔عورت سے عربی میں نکاح ہوا میاں و بیوی عربی جانتے تھے اور گواہان عربی سے نابلد تھے اس میں مشائخ کا اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ نکاح منعقد ہے۔

واللہ اعلم

اسلام اور سائنس

عندلیب سبک

سائنس اور دین اسلام کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا یہ لازم و ملزوم ہیں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ آج کے دور کا انسان اپنی مادی ترقی پر بے انتہا فخر کر سکتا ہے ۔ چاند ستاروں کو تسخیر کرنے کے بعد ان پر گھر بنانے اور انسانی بستیاں آباد کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے ۔ آواز کی رفتار سے بھی تیز ہوائی جہازوں میں سفر کر رہا ہے ۔ اسکی پہنچ سمندر کی گہرائیوں سے لیکر آسمان کی وسعتوں تک ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی ایک روبوٹ بن کر رہ گیا ہے جس کا کنٹرول کمپیوٹر اور مختلف قسم کی مشینوں کے ہاتھ میں ہے ۔ وہ ایک ایسی مخلوق بن کر رہ گیا ہے جو اپنی ہر حرکت ، ہر سوچ اور ہر انداز سے صرف اور صرف دولت کمانے کے طریقے سوچتا ہے ۔ بلاشبہ آج کا انسان سائنس کی عظیم الشان بلندیوں پر پہنچ چکا ہے لیکن دوسری طرف اخلاقی لحاظ سے انتہائی پستیوں میں بھی گر چکا ہے ۔ مذہب کو سائنسدانوں نے سائنس کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ جانا اور سرے سے اللہ کے وجود کے ہی انکاری ہو گئے ۔ یہ بات جاننے کی ضرورت نہیں کہ ہر اخلاقی رکاوٹ صرف اللہ کے خوف سے ہی غالب آتی ہے چنانچہ بے شمار محبانان سائنس پیدا ہو گئے اور اخلاق ، شرم و حیا اور تمام مذہبی تعلیمات کو رد کرتے ہوئے دنیاوی ترقی کے عروج پر پہنچ گئے ۔ سائنس نے انسان کو مادی ترقی تو دے دی لیکن ساتھ ہی ساتھ مادی ترقی نے اسے تحفے میں ایڈز ، بے اطمینانی ہوس زر ، خودکشی کا بڑھتا ہوا تناسب ، بیماریاں مثلاً جگر کا سرطان ، پھیپھڑوں کا سرطان ، ٹی بی جو صرف اور صرف شراب نوشی اور سگریٹ نوشی کی مرہون منت ہیں عنایت کی ہیں ، شراب نوشی کی وجہ سے ہونے والے ذہنی

اض امریکہ میں سب سے زیادہ ہیں ۔ ڈیپریشن کی وجہ سے خودکشی کی شرح یورپ و امریکہ میں سب سے زیادہ ہے ، ماحولیاتی آلودگی سے لگنے والے کینسر ، تنہائی مایوسی ، ایک بے شناختگی کا احساس ، جراثیم کی بڑھتی ہوئی شرح یہ تمام تحائف مادی ترقی نے ہی عنایت کئے ہیں ، ٹھیک ہے سائنس نے انسان کو زمین ، سمندر یہاں تک کہ خلاء کی بادشاہت تک عطا کر دی مگر سائنس انسان کو وہ شخصی بلندی ، فلسفہ خودی ، اخلاقی عظمت اور روح کی پاکیزگی نہ دے سکی جو ایک انسان کی شخصی بقاء کیلئے ضروری تھے ۔ سائنس انسان کو وہ حسن نفس بھی نہ دے سکی جس کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات تھا ، کیا یہی انسانیت ہے؟ اور کیا یہی وہ سائنسی ترقی ہے جس کے پیچھے جانے انسان نے اپنا کیا کچھ گنوا دیا؟ یہاں سائنس کی مخالفت میرا مقصد نہیں بلکہ دراصل یہ مقصود ہے کہ جو اعتدال اور میانہ روی کا درس اسلام نے زندگی کے ہر شعبے اور ہر چیز میں رہا ہے اگر اسے ہی اپنا لیا جاتا یا اب بھی اپنا لیا جائے تو دنیا مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی طور پر ترقی یافتہ ہو جائیگی ، ہندوؤں نے سائنس کی یلغار سے گھبرا کر سیکولرزام کے جھنڈے ہاتھ پکڑ لئے کیونکہ سائنس ہندوؤں کے تمام باطل عقائد کو رد کرتی نظر آتی ہے ۔ عیسائیت کی تمام کتابیں بے شمار قسم کے مفروضات اور ردوبدل رکھتی ہیں ۔ یہی حال یہودیت کا ہے لیکن اسلام ایک ایسی حقیقت ہے جو سائنس کی تمام اچھی باتوں کی تائید اور بری باتوں کی نفی کرتی ہے تاریخ شاہد ہے کہ اسلام نے آج تک سائنس کی جس بری بات کی نفی کی کچھ عرصہ بعد خود سائنسدانوں اور دنیا نے اس بات سے نقصان اٹھایا اور خود اس بات کو غلط کہا ۔ یورپ و امریکہ نے اسلام ہی کی چند باتوں کو اپنایا اور اس تیزی سے ترقی کی کہ پوری دنیا پر حکومت کے اہل ہوئے ۔ اور جن باتوں کو رد کیا انہیں اپنے یا اپنی ترقی کے راستے کی دیوار سمجھا تو ایڈز ، ڈیپریشن ، خودکشی ، بے اطمینانی ، بے سکونی اور جراثیم کی بڑھتی ہوئی تعداد کا انہیں سامنا کرنا پڑا ، اگر وہ اسلام کی ان باتوں کو بھی اپناتے تو شاید آج تاریخ ، حال اور مستقبل کچھ اور کہانی سنا رہے

Scanned with CamScanner

ہوتے، یہی وجہ ہے کہ برطانیہ کا ولی عہد شہزادہ چارلس کانفرنس میں قرآن کا انگریزی تر
کرتا ہے اور خواہش ظاہر کرتا ہے کہ برطانیہ کے سکولوں میں بھی مذہب کی خصوصی کلاسوں کا
اہتمام کیا جائے اور مسلم دنیا سے اساتذہ کو بلایا جائے، جوں جوں وقت گزر رہا ہے لوگوں کو
شدت سے کسی مکمل مذہب کو اپنا لینے کا احساس پیدا ہو رہا ہے اور وہ مکمل ضابطہ حیات ہو کر
دین بلاشبہ اسلام ہی ہے کیونکہ

(۱) اسلام دین فطرت ہے

(۲) اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے

(۳) اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے

(۴) قرآن میں زندگی کے ہر شعبے کیلئے ہدایات موجود ہیں

(۵) اللہ نے جو نعمتیں انسان کو دی ہیں ان کو محنت کر کے استعمال میں لانے، ان سے فائدہ اٹھانے اور ان نعمتوں سے شرعی حدود میں رہتے ہوئے لطف اندوز ہونا اسلام میں جائز ہے

(۶) اسلام میں دنیاداری اور مذہب الگ الگ نہیں ... جان ہیں اور ایک دوسرے کے لئے جزو لازم ہیں

(۷) اسلام اعتدال اور میانہ روی کا درس دیتا ہے۔

(۸) اسلام وہ واحد دین ہے جو سائنس کی اچھی باتوں کی حمایت اور بری باتوں کی مخالفت کرتا ہے۔

ماحولیات اور اسلام

سرزمین خان

قسط نمبر 3

اس طرح میٹھے پانی کی بھی تین قسمیں ہیں (1) فضائی پانی (2) سطح زمین کا پانی (3) زیر زمین کا پانی

فضائی پانی مندرجہ ذیل شکلوں میں ہوتا ہے

(1) بارش (2) برف (3) اولے

یہ پانی چونکہ قدرتی طور پر کشیدہ ہو جاتا ہے اس لئے یہ صاف ترین پانی ہوتا ہے اس قسم پانی کی طرف قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیت میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔

وانزلنا من السمآء مآء طهوراo

ترجمہ: اور ہم نے آسمان سے پاکیزہ پانی اتارا (الفرقان ۴۸)

طہور کا لفظ عربی زبان میں مبالغہ کا صیغہ ہے طہور اس کو کہا جاتا ہے جو خود بھی پاک ہو اور دوسرے چیزوں کو بھی اس سے پاک کیا جا سکے، اللہ تعالی نے پانی کو یہ خاص صفت عطا فرمائی ہے کہ جیسے وہ خود پاک ہے اس سے دوسری ہر قسم کی نجاست حقیقی و معنوی کو بھی دور کیا جا سکتا ہے۔

سطح زمین کے پانی سے مراد سطح زمین پر موجود پانی ہے یہ پانی یا تو رواں ہوتا ہے جیسے دریاؤں اور شہروں کا پانی یا یہ رکا ہوا ہوتا ہے جیسے کہ جھیلوں وغیرہ کا پانی یہ پانی آلودہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں حیوانات کا فضلہ، مختلف قسم کے دوسرے مواد مثلاً مٹی، معدنیات اور جراثیم

Scanned with CamScanner

وغیرہ ہوتے ہیں، قرآن حکیم میں ارشاد ہے

انزل من السمآء مآء فسالت اودیة بقدرھا فاحتمل السیل زبداً رابیاً

ترجمہ: اتارا اس نے آسمان سے پانی پھر بہنے لگے نالے اپنی اپنی مقدار کے موافق پھر اوپر لے آیا وہ نالا جھاگ پھولا ہوا (رعد ۱۷)

کبھی یہ پانی مختلف قدرتی طریقوں سے خود بخود صاف ہوتا ہے مثلاً تہ نشینی، مختلف ٹھوس اجسام اور معلق مواد پانی کے تہ میں بیٹھ جاتے ہیں اس طرح دھوپ اور ہوا سطح زمین کے جراثیم کو ختم کرتے ہیں جس سے یہ پانی صاف ہوجاتا ہے، آبی جانور اور پودے جو گندگی کو چوستے ہیں اور ان سے خوراک حاصل کرتے ہیں مثلاً مچھلی، بطخ، مرغابی وغیرہ وغیرہ گہرا یا زیر زمین پانی وہ پانی ہوتا ہے جو مساموں والی مٹی میں جذب ہوجاتا ہے

ارشاد باری تعالی ہے

وانزلنا من السمآء مآء بقدر فاسکنه فی الارض

ترجمہ: اور آسمان سے ہم نے ٹھیک حساب کے مطابق ایک خاص مقدار میں پانی اتارا اور اسی کو زمین میں ٹھہرا دیا۔ (مومنون ۱۸)

یہ وہ پانی ہوتا ہے جو زیر زمین جذب ہوتا رہتا ہے اور نیچے اترتے ہوئے جب اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ آجاتا ہے جس سے یہ گزر نہیں سکتا مثلاً چٹان کی تہ وغیرہ تو یہ پانی اس رکاوٹ کے اوپر ٹھہر جاتا ہے اور جمع ہوتا ہے پھر کبھی تو یہ چشمے کی صورت میں نمودار ہوجاتا ہے اور یا لوگ کنواں کھود کر اس کو نکالتے ہیں، اسی طرح کبھی یہ پہلی تہ سے گزرنے کی راہ پا کر دوسری نا قابل گزر تہ کے اوپر جمع ہوجاتا ہے یہ زیر زمین پانی ہوتا ہے اور چونکہ یہ پانی مٹی کے مساموں سے گزر کر نیچے اترتا ہے لہذا یہ کافی حد تک پاک پانی ہوتا ہے

رشاد ہوا

ترجمہ (کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا) (الزمر ۲۱)

اور ارشاد ہوا ترجمہ (پتھروں میں سے کوئی تو ایسا بھی ہوتا ہے جس سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے) (البقرہ ۷۴)

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ غافل اور نادان انسان اپنی غفلت اور نادانی کی وجہ سے قدرت کے اس عظیم نعمت کو کس طرح ناکارہ بنا کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ روئے زمین پر موجود دوسرے جانداروں کے لئے اس کو سخت مضر بنا دیتا ہے، پینے کا پانی صاف، بے رنگ، بے بو، خوش ذائقہ اور درمیانی درجے تک ٹھنڈا ہوتا ہے اس میں معدنیاتی مواد کم پائے جاتے ہیں آلودہ پانی عموماً گدلا، میلا، بدبودار اور بدمزہ ہوتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس میں بیماری کے جراثیم موجود ہونے کے باوجود وہ پانی صاف نظر آتا ہے اس میں گندگی اور ٹوٹ پھوٹ سے پیدا ہونے والے مواد، بیماری کے جراثیم یا طفیلیاں پائی جاتی ہیں، دیکھتے ہیں کہ ہمارے ماحول کا یہ بیش بہا نعمت کن وجوہات کی بناء پر گندہ ہو کر ہم سب کے لئے مختلف نقصانات کا باعث بنتا ہے۔

فضائی پانی کی آلودہ ہونے کی وجوہات

فضائی پانی میں ہوا سے اس میں شامل ہونے والی چیزیں ہوتی ہیں یا جس جگہ ٹینکی وغیرہ میں اسے جمع کیا جاتا ہے اس میں گرنے والی گندگیاں وغیرہ

سطحی پانی کی آلودگی کی وجوہات

سطحی پانی کی آلودگی کی وجوہات اس میں گرنے والے فضلات، مختلف قسم کی گندگی وغیرہ ہیں

زیرزمین پانی کی آلودگی کی وجوہات

یہ پانی گندگی سے آلودہ ہوجاتا ہے، جو زیر زمین جذب ہو کر اس پانی کو آلودہ بنا لیتی

Scanned with CamScanner

ہے مثلاً متصل بیت الخلاء، گٹر وغیرہ سے جذب ہونے والی گندگی

اسلام دین فطرت ہے، خوبصورت اور صحت مند ماحول کو برقرار رکھنے میں اسلامی تعلیمات دوسرے امور کی طرح اس مسئلے میں بھی ہماری بھرپور رہنمائی کرتی ہے، سنت نبوی ﷺ سے ہمیں واضح ہدایات ملتی ہیں جن پر عمل کر کے ماحول کی بہتر حفاظت کی جاسکتی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

لا یبولن احدکم فی الماء الراکد تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا

لاتبل فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم تغتسل منه (مسلم)

ایسے رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرو جو چلتا نہ ہو کہ بعد میں تم اس میں غسل کرنے لگو پانی کو آلودہ کرنے والی چیزیں مختلف قسم کی ہوسکتی ہیں جیسے کارخانوں اور مردہ جانوروں کی فضلات، کوڑے کرکٹ کو نالیوں، تالابوں، آبی ذخیروں میں ڈالنا نیز جراثیم سے آلودہ کپڑوں کو صاف پانی میں دھونا، غرض اس میں ہر اس قسم کی گندگی شامل ہے جو ماحول کو خراب کرتی ہے اور اس میں موجود جانداروں کی تباہی کا ذریعہ ہو، ارشاد باری تعالی ہے۔

ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها

اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو (اعراف ۵۸)

پانی جو قدرت کا انمول تحفہ ہے اور ماحول کی خوبصورتی، صحت، اور صفائی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے کی حفاظت، اس کی صفائی اور آلودگی سے محفوظ رکھنا ہماری اپنی مفاد میں ہے، اسلام میں اس خوبصورت نعمت کی صفائی کا اہتمام حضور ﷺ کی مندرجہ ذیل ارشادات سے بھی واضح ہوجاتا ہے۔ارشاد ہوا

تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہوتو اپنے ہاتھ کو تین بار دھوئے بغیر برتن میں مت ڈالے ...ا سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا ہاتھ رات کو کہاں لگتا رہا ہے (مسلم)

...طرح حضور ﷺ کی ارشادات سے ہمیں واضح ہدایات ملتی ہیں کہ کھانے پینے کی برتنوں کو ...ھانپا جائے تاکہ گندگی اور آلودگی اس میں نہ پڑے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ...ے فرماتی ہیں

میں رسول اللہ ﷺ کے لئے تین برتن رات کو ڈھانپے رکھتی تھی ایک آپ کی ...ارت کا برتن، اور ایک آپ کی مسواک کا برتن اور ایک آپ کے پینے کا برتن۔

...رت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے فرماتے ہیں

ہمیں نبی ﷺ نے اپنے مشکیزوں کو تسمے سے بند رکھنے اور برتنوں کو ڈھانپنے کا حکم (ابن ماجہ)

اسی طرح اسلام کی ہدایت پر عمل کر کے ہم کھانے پینے کی چیزوں کو ایسے گندے مواد ...ر جراثیم وغیرہ سے محفوظ رکھ کر بہت سی بیماریوں سے اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں اور آلودگی سے ...بصورت ماحول کو محفوظ رکھ سکتے ہیں

...ریاؤں اور سمندروں کی آلودگی

پانی کی عظیم ذخیروں یعنی سمندروں اور دریاؤں کے پانی پر انسان آلودگی کے بھرپور ...لے کروا رہا ہے اور روزانہ ٹنوں کے حساب سے غلاظتیں اور مختلف قسم کے زہریلے مادے ...مندروں اور دریاؤں میں بہا کر پانی کے اس عظیم ذخیرہ کو آلودہ کیا جارہا ہے، اسی طرح کرہ ...ض کے تین چھوتھائی حصہ پر پھیلے ہوئے ان عظیم ذخائر آب کو بدقسمت انسان نہایت بے ...ردی سے آلودہ کررہا ہے صنعتی فضلات ہوں یا شہری علاقوں کا آب نکاس، فضائی آلودگی کے

Scanned with CamScanner

بادل ہوں یا جہاز رانی کی غلاظتیں سبھی کچھ سمندر میں جا گرتا ہے اور یہ عمل ساری دنیا میں اگر وہ ترقی یافتہ ممالک ہوں یا ترقی پزیر میں مسلسل و متواتر جاری و ساری ہے پانی کے یہ عظیم ذخائر یعنی سمندر اور دریا مختلف قسم کے آبی جانداروں کے مسکن ہیں ان آبی جانداروں میں سے بعض ایسے ہیں جو انسان اپنے فائدے کے لئے روزانہ استعمال کرتا ہے دنیا کے مختلف ممالک میں سمندر اور دریاؤں سے روزانہ ٹنوں کے حساب سے مچھلی پکڑا جاتا ہے جو کہ ایک طرف خوراک کا ایک اہم ذریعہ ہے جس کے گوشت میں انسانی ضرورت کے بنیادی اجزاء شامل ہیں تو دوسری طرف لاکھوں کے حساب سے انسانوں کا روزگار اس سے وابستہ ہے، سمندر اس کے علاوہ مختلف قسم کے معدنیات، قیمتی موتی، مونگے وغیرہ کا ذخیرہ ہے کسی شاعر نے خوب کہا ہے

مونگوں سے موتیوں سے ہے دامن بھرا ہوا
ساگر کی جھولیوں میں ہے ساری تیری عطا

پربت سے ملتے جلتے پانی کے یہ جہاز
خلاق دو جہاں تیری برتری کا راز

اس ذات نے بنایا ہے سب کو یونہی فعال
جھٹلائے نعمتوں کو تیری کس کی یہ مجال

خالق کائنات عزوجل نے ساری کائنات کو انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے جس میں لاکھوں ٹنوں کے حساب سے وزنی جہازوں کا سمندر کی سطح کو چیر کر سفر کرنا اور آمد و رفت تجارت کا ذریعہ ہونا شامل ہے اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اپنے بندوں پر عظیم احسانات و انعامات میں سے ہیں خدائے عزوجل کی ان عظیم انعامات جو سمندروں اور دریاؤں سے انسان کو حاصل ہیں کی طرف اشارہ مندرجہ ذیل آیت مبارکہ میں بھی کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وما يستوى البحران هذا عذب فرات سآئغ شرابه وهذا ملح اجاج ومن كل تاكلون لحماً طرياً و تستخرجون منه حلية تلبسونها و ترى الفلك فيه مواخر لتبتغوا من فضله ولعلكم تشكرون (فاطر۱۲)

ترجمہ: اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا ہے خوشگوار اور یہ کھارا کڑوا اور دونوں میں سے کھاتے ہو گوشت تازہ اور نکالتے ہو گہنا جسکو پہنتے ہو اور تو دیکھتے ہو۔ جہازوں کو اس میں کہ چلتے ہیں پانی کو پھاڑتے ہوئے تا کہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تا کہ تم حق مانو"۔ مگر انسان کتنا غافل اور ناشکرا ہے، مختلف قسم کی آلودگیاں جو صنعتی فضلات کی شکل میں ہوں یا کیمیائی مادوں کی صورت میں یا جہاز رانی کے ذریعے تیل کی آلودگی کی شکل میں ہوں یا اور کسی شکل میں انسان نے آبی جانداروں کی زندگی کو اجیرن بنا دی ہے اور ان کی کثیر تعداد ناپید ہو رہی ہے، اسی طرح انسان اپنی ان ظالمانہ اعمال کی بدولت آبی ذخائر کو آلودہ کر کے اپنی پاؤں پر خود کلہاڑا مار رہا ہے اور اس کا نقصان بلا شبہ اسکو بھی پہنچ رہا ہے۔

ہوا یا فضائی آلودگی

انسان کے غیر ذمہ دارانہ سرگرمیوں نے کائنات کے اس خوبصورت سیارے یعنی زمین کی ماحولیات کو آلودہ کرنے کی انتہا کر دی ہے اور پھول جیسی زمین کو خار دار زمین میں تبدیل کر دیا جا رہا ہے انسانی سرگرمیاں اور صنعتی ترقی ماحول کے حسن و اعتدال کو بگاڑ رہی ہے پانی اتنا آلودہ ہو چکا ہے کہ انسانی صحت کے لئے مضر بن گیا ہے اور بہت سی بیماریوں اور پیچیدگیوں کا باعث بن رہا ہے، جنگلات، جو آکسیجن جو کہ تمام جانداروں کی زندگی کے لئے لازمی ہے اور جو قدرتی طور پر آکسیجن کے کارخانے کہلائے جا سکتے ہیں ان کو بڑی بے دردی سے ختم کیا جا رہا ہے اور یوں آکسیجن کے ان قدرتی ذخائر کو انسان اپنے ہاتھوں سے ختم کر رہا

ہے-

دوسرے آلودگیوں کی طرف فضائی آلودگی ساری ساری دنیا کے اقوام کے لئے تشویش کا باعث ہے-۔جس طرح صاف پانی انسانی صحت کے لئے لازمی ہے، البتہ پانی کی دستیابی کی جب ہم بات کریں گے تو کہا جاسکتا ہے کہ اس کو پائپ لائنوں کے ذریعے انسانوں اور دوسرے جانداروں کے لئے فراہم کیا جاسکتا ہے مگر جہاں تک آکسیجن یا ہوا کی فراہمی یا دستیابی کا تعلق ہے تو یہ حقیقت ہے کہ آکسیجن بہت بڑی مقدار مین سانس لینے کے لئے درکار ہے اور اسے پانی کی طرح پائپ لائنوں کے ذریعے فراہم کرنا ناممکن ہے یعنی یہ ہم مصنوعی طریقے سے مطلوبہ مقدار مین فراہم نہیں کرسکتے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کے بغیر زندگی ناممکن ہے اس کی پیداوار کا سارا کا سارا انحصار اللہ برعزوجل نے جنگلات پر رکھ دیا ہے، اگر انسان آکسیجن کے ان قدرتی ذخائر کو ختم کرنے کے درپے ہوجائے تو پھر اس کا نعم البدل ناممکن ہے، ماحولیاتی آلودگی کے زیادہ منفی اثرات سے انسانی جسم بری طرح متاثر ہورہا ہے، مختلف قسم کے دل اور معدے کی بیماریاں ، الرجیاں ، انسانی جسم میں مدافعت کی کمی ، جلد کی بیماریاں وغیرہ زیادہ تر ماحولیاتی آلودگی کا نتیجہ ہے، تقریباً بیس یا تیس سال قبل کینسر کی بیماری اتنی عام نہ تھی جس طرح کہ آج کل ہے

اقوام متحدہ اور اس کے ذیلی ادارے مختلف مما لک میں اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے مختلف مما لک میں سروے کررہے ہیں اور مختلف تجاویز اور سفارشات پیش کررہے ہیں اس سلسلے میں ان کا ادارہ یواین ای پی **UNEP** جو کہ ماحولیات کے تحفظ کا ادارہ ہے، بہت پیش پیش ہے، اسی طرح مختلف مما لک کی حکومتیں بھی اس سلسلے مین بہت تشویش سے دوچار ہیں جن میں ترقی یافتہ اور ترقی پزیر مما لک دونوں شامل ہیں ، لیکن ایک حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ یہ سب کچھ انسانوں کی اپنی سرگرمیوں کی وجہ سے ہے، مگر شاید بہت کم لوگ یہ حقیقت جانتے ہیں

کہ اس فساد یا تباہی کے اصل محرکات کیا ہیں اور اس کے مجرم کون ہیں ، رحمت للعلمین سرور کائنات ﷺ نے فرمایا

"لا ضرر ولا ضرار "

نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ نقصان پہنچاؤ (ابن ماجہ)

ماحول کی خوبصورتی کو بگاڑ کر ہم دوسرں کے لئے بھی مسائل پیدا کررہے ہیں اور خود بھی نقصان سے محفوظ نہیں رہے ہیں-

گاڑیوں کا دھواں ، ایندھن کا جلنا ، زرعی طور طریقے ، وغیرہ انسانی سرگرمیوں کی کچھ مثالیں ہیں جوکہ بڑی مقدار میں مضر صحت گیسیں جیسے کاربن ڈائی آکسائیڈ ، سلفر ڈائی آکسائیڈ ، کاربن مونو آکسائیڈ وغیرہ فضا میں چھوڑ جاتے ہیں ، کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس جو ایک مضر صحت ہے کا لیول فضا میں عروج پر ہے اور تیل کے جلنے سے پیدا ہوکر فضا میں یہ گیس پٹرول ، کوئلہ ، لکڑی شامل ہورہا ہے ، ایک اندازے کے مطابق صرف کاربن ڈائی آکسائیڈ پچاس فیصد آلودگی کا باعث ہے اس کے مقابلے میں آکسیجن کے ذخائر یعنی جنگلات کو ختم کئے جارہے ہیں-

کاربن ڈائی آکسائیڈ اور دوسرے مضر صحت گیسوں کی فضا مین بڑھ جانے سے فضائی درجہ حرارت بڑھ رہا ہے اور اس زیادتی سے زمین پر بہت برے اثرات مرتب ہورہے ہیں ، ٹمپریچر کی اس زیادتی سے جو کہ فضائی آلودگی کا براہ راست نتیجہ ہے ، دنیا کے خطوں میں موسمیات اثر انداز ہونگے اور ان خطوں کے موسم بدلیں گے ، مثال کے طور پر پاکستان میں مون سون کا موسم جون سے اگست تک جاری رہتا ہے مگر گزشتہ چند سالوں سے یہ شیڈول متاثر ہورہا ہے سیلابوں کی تباہی بھی ایک المیہ بن چکا ہے اور ہزاروں ایکٹر کی زمین ناکارہ کرنے کا سبب بن چکے ہیں ، فضائی آلودگی کا براہ راست اثر ایک یہ بھی ہوا ہے کہ سردیاں مختصر جبکہ

Scanned with CamScanner

گرمیاں طویل ہوتی جارہی ہیں، سورج کی تیس فیصد شعاعیں جو پھلوں اور سبزیوں کے پکنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں یہ شعاعیں ان گیسوں کی فضا میں موجودگی کی وجہ سے ہمیں صحیح طریقے سے نہیں پہنچ پاتیں جس سے اہل زمین کا بہت بڑا نقصان ہورہا ہے، فضاء میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کے علاوہ ایک اور زہریلی گیس سلفر ڈائی آکسائیڈ کا لیول بھی فضا میں بڑھ رہا ہے، یہ گیس تیل اور کوئلہ کے جلنے سے پیدا ہوتا ہے اور ہوا میں نمی کے ساتھ ملتا ہے، جو کہ ایسڈ یا تیزابی بارش کا سبب بنتا ہے لہذا بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ حسن اعتدال اور توازن کی طرف خالق کائنات نے اشارہ فرمایا ہے کہ اس اعتدال میں خلل نہ ڈالا جائے آج دنیا بدقسمتی سے کائنات کے قدرتی توازن اور اعتدال کو بگاڑنے پر تلا ہوا ہے ارشاد ہوا

﴿اور اس نے آسمان کو بلندی عطا کی اور میزان قائم کردی اسلئے تم میزان میں خلل نہ ڈالو اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو﴾ (رحمٰن ۷-۹)

دیہاتوں کا ماحول شہروں کی نسبت خوبصورت اور صاف خیال کیا جاتا ہے دیہاتوں کا فطری حسن اور دلکشی ہر ایک کو اپنی طرف کھینچتا ہے کیونکہ دیہاتوں میں شہروں جیسا ماحول خراب کرنے والی اشیاء کم ہوتی ہیں شہروں میں ٹریفک کا رش بہت ہوتا ہے اور بڑی مقدار میں دھواں گاڑیوں سے خارج ہوتا ہے اس کے علاوہ شہروں میں کارخانوں کا دھواں بڑی مقدار میں فضاء کو آلودہ کرتا ہے مگر اب صورت حال مختلف ہے، اب دیہات کا ماحول بھی اسی طرح صاف وشفاف نہیں رہا اور اس میں بھی آلودگی شامل ہوچکی ہے، دیہاتوں میں فضائی آلودگی کے دوسرے وجوہات کے علاوہ دو بڑے سرفہرست وجوہات ہیں ان میں ایک زرعی ادویات کا استعمال ہے اور دوسرا اینٹ کی بھٹیاں ہیں، زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے زراعت کے جدید طریقے اور زرعی ادویات کا استعمال ناگزیر ہے، زرعی ادویات کا فصلوں پر سپرے کرنا بہت ضروری ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں مگر غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے اس کے نقصانات بھی

کم نہیں ہیں، کسانوں اور زمین داروں کو چاہیئے کہ ان ادویات کے سپرے کے وقت اپنی آنکھوں، منہ اور ہاتھ پاؤں کو ڈھانپ کر رکھیں، مغرب نے صنعتی ترقی میں ایک منفرد مقام حاصل کیا مگر ساتھ ساتھ ان کو احساس رہا کہ ان کے کارخانوں کی وجہ سے ماحول کو جو نقصان پہنچے گا اس سے کس طرح بچا جاسکے اور اس ضمن میں انہوں نے بہت کامیابیاں بھی حاصل کی، مگر تیسری دنیا کے ترقی پزیر ممالک اس میدان میں ہر لحاظ سے پیچھے ہیں اور وہ ماحول کی خوبصورتی کو بچانے میں خاطر خواہ پیش رفت نہیں کرسکے ہیں اور روئے زمین پر ماحول کے بگاڑ اور فساد کے مرتکب ہورہے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

خشکی اور سمندر میں لوگوں کے اپنے کردار کی وجہ سے فساد برپا ہوگیا ہے تاکہ اللہ انہیں ان کے کچھ اعمال کا مزا چکھائے شاید کہ وہ باز آجائیں" (القرآن)

ماہرین نے فضائی آلودگی کو کم کرنے کے لئے بہت تجاویز پیش کی ہیں مگر خاطر خواہ پیش رفت نظر نہیں آرہا ہے شہروں میں فضاء میں گاڑیوں کے دھوؤں کی وجہ سے فضا صاف گندہ نظر آرہا ہے اور ہر دھویں کے بادل دکھائی دیتے ہیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے-

یہ بوئے سلفر وڈیزل ہوا میں بن گئی اتنی
کسی صورت سے چشم تر کی طغیانی نہیں جاتی
(شفیع حیدر صدیقی دانش)

دیہاتوں میں بھی فضائی آلودگی کافی زیادہ ہے وہاں پر گاڑیوں کا صحیح مرمت نہ ہونا دھواں زیادہ خارج کرنے کا سبب ہوتا ہے-

انسان اس جہاں میں خدا کا نائب اور خلیفہ ہے اسے چاہئے کہ اپنی حیثیت کو پہچانے اور اللہ تعالیٰ کی اس خوبصورت سیارے کی ماحول کو مزید خراب کرنے سے گریز کرے اسی میں ہی اس کا اپنا فائدہ ہے-

Scanned with CamScanner

آواز کی آلودگی

سماعت کی صلاحیت رب ذوالجلال کے انمول نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، یہ قدرت کا ایک ایسا تحفہ ہے جس پر جتنا ہی شکر ادا کیا جائے کم ہے، انسان اپنی صلاحیت کی اعتبار سے ایک خاص قسم اور نوعیت کی آواز سن سکتا ہے، اس حد سے اگر آواز کی شدت زیادہ ہو جائے تو وہ انسانی سماعت کے لئے خطرناک ہو جاتا ہے، قرآن حکیم میں سورہ ہود میں سخت آواز اور کڑک کو اللہ تعالی کے نافرمان بندوں پر عذاب کی شکل میں مذکور ہے- (ارشاد باری تعالی ہے)

(اخذت الذين ظلموا الصيحة)

آ پکڑا ان ظالموں کو کڑک نے (ہود ۹۴)

اسی طرح سورۃ لقمان میں نرم اور درمیانہ آواز کو پسندیدہ اور سخت آواز کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے -(ارشاد باری تعالی) ہے

واغضض من صوتك ان انكر الاصوات لصوت الحمير o

اور نیچے کر آواز اپنی بے شک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے- (لقمان)

حضرت امام حسینؓ نے اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہ سے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ جب لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تھے تو آپس میں آپؐ کا کیا طرز ہوتا تھا انہوں نے فرمایا آپ کی طبیعت سخت نہ تھی، بات بھی درشت نہ تھی آپؐ نہ شور مچانے والے تھے نہ فحش گو تھے "

آیات قرآنی اور تعلیمات رسول ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ اسلام نرم اور درمیانہ آواز میں بات کرنے کی تعلیم دیتا ہے یعنی نہ اتنی آہستہ بات ہو جو کہ سنا نہ جا سکے اور نہ اتنا تیز ہو کہ

مخاطب کیلئے تکلیف اور نقصان کا باعث ہو-

جدید دور میں انسانی ترقی کے ساتھ خاص کر صنعتی میدان میں ترقی کے ساتھ ایک اور قسم کی آلودگی نے جنم لیا ہے جس سے ماحولیات کی خوبصورتی، سکون اور نظم وضبط کیلئے سخت خطرہ پیدا ہو چکا ہے، گھر کی چار دیواری ہو یا اسکول یا دفتر کا ماحول یا کارخانہ، ہر جگہ انسان کو طرح طرح کے ناگوار آوازوں نے گھیر کر رکھا ہے، گنجان آباد علاقوں میں آوازوں کا دباؤ اتنا شدید ہے کہ ذہن اپنی صلاحیتوں سے عاری ہو جاتا ہے احتلاج، بے چینی، چڑچڑا پن، ذہنی تناؤ، لرزش دل اور دماغی امراض میں ازحد اضافہ ہو چکا ہے-

جدید تحقیق کے مطابق آواز برداشت کرنے کی انسانی سماعت کی محفوظ حد ۸۰ ڈی سی بل (80 Decibles) ہے جبکہ ایک سروے کے مطابق ہمارے بازاروں میں رکشہ جو ایک عام سواری ہے اس کی شور کی حد 90 تا 95 ڈی سی بل ہے جو کہ ظاہر ہے انسانی سماعت کی محفوظ حد سے کافی زیادہ ہے، اسی طرح مشینوں کی گھن گرج، موٹر کاروں، ریلوں اور ہوائی جہازوں کی ایجاد سے فضاء میں شور وغل کا ایک انجانا سا آسیب چھا گیا ہے، اسی طرح سائنسی ترقی، صنعتی ترقی، تہذیب نو کے تقاضوں کی تکمیل اور شہروں کی گہما گہمی نے شور کو دور حاضر کی خطرناک آلودگی میں تبدیل کر دیا ہے، اور یوں انسانی ماحول کا میزان ایک شدید خطرے سے دوچار ہوتا جا رہا ہے، جس اعتدال کی تعلیم دین فطرت یعنی اسلام ایک انسان کو کو اس کی اپنی بھلائی کے لئے دینا چاہتا ہے غافل اور نادان انسان اس تعلیم سی غافل ہوتا جا رہا ہے اور اپنی تباہی کا گڑھا اپنی ہاتھوں سے کھودنے پر تلا ہوا ہے-

ماحولیات کی گندگی اور اسلام

اسلام دین فطرت ہے، یہ کائنات کا دین ہے یہ ارض وسماء کا دین ہے، اسلئے کہ

اسلام نام ہے مکمل سپردگی اور مکمل اطاعت کا اور یہ ساری کائنات بے چوں وچراں اللہ تعالی خالق کائنات کی مکمل فرمانبردار ہے اور ایک مکمل نظم اور ہم آہنگی اس میں پائی جاتی ہے، انسان اس روئے زمین پر اللہ تعالی کا نائب اور خلیفہ ہے اس زمین بلکہ ساری کائنات کو اس کے لئے مسخر کردیا گیا ہے تاکہ وہ اس میں رہے اور اس کو اپنی جائز منفعت کے لئے استعمال میں لائے
۔

﴿ولقدمکنکم فی الارض وجعلنالکم فیھا معایش﴾

بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جمادیا اور تمہارے لئے اس میں زندگی کے اسباب بنائے (اعراف ۱۰)

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا انسان کی خدمت کے لئے ساری کائنات کو مسخر کردیا گیا لہذا انسان کو بھی چاہیئے کہ اپنی حیثیت پہچانے، کائنات کی ہر چیز جو شب روز باہمی توافق سے اس کی خدمت کررہی ہے انسان سے یہ تقاضا بجا طور پر کرتی ہے کہ وہ بھی اپنے ان خدمت گزاروں کے بارے میں انصاف سے کام لے، جو خوبصورتی، ہم آہنگی صفائی، توازن اور اعتدال اس کائنات کے مختلف اجزاء بشمول ماحولیات میں ہونی چاہیئے اس کی نہ صرف بگاڑ سے باز آئے بلکہ اس کی خوب حفاظت بھی کرے

توازن میں جب تک ہے یہ سلسلہ
اسی میں ہے اہل زمین کا بھلا

زمین پہ نہ بندو مچاؤ فساد
نہ ماحول پہ یوں نکالو عناد

کائنات اور ماحولیات کی توازن اور خوبصورتی کی جب ہم بات کرتے ہیں تو موجودہ دور کے حالات اور تقاضوں کے حوالے سے ہمارا دھیان ماحول کی صفائی کی طرف ضرور جاتا ہے کیونکہ

آج کل کے ترقی یافتہ دور میں ماحولیات کی خوبصورتی کو خراب کرنے والی چیزوں میں غلاظت، گندگی، فضلات وغیرہ شامل ہیں، جگہ جگہ ہم دیکھتے ہیں کہ گندگی کا ڈھیر نظر آتا ہے، گھروں کے اندر، گھروں سے باہر، گلیوں اور ندیوں میں ، چراگاہوں میں، کارخانوں کے اندر اور باہر غرض جگہ جگہ گندگی اور غلاظت ہم پھیلا رہے ہیں جس سے از خود مختلف قسم کے مسائل اور پیچیدگیاں پیدا ہوگئی ہیں، ہسپتالوں کے اردگرد گندگی کا ڈھیر نظر آتا ہے جس کی صفائی کا خاطر خواہ انتظام بہت کم ہوتا ہے، جگہ جگہ کی غلاظت سے مختلف قسم کی بیماریاں جنم لیتی ہیں کیونکہ یہی جگہیں جراثیم کی پرورش کے لئے بہت سازگار ہوتی ہیں اس میں بہت حد تک ہماری لاپرواہی اور غفلت شامل ہیں، گھروں کا کوڑا کرکٹ ہو یا کارخانوں کا فضلات اور فالتو مواد، اہم انہیں صحیح جگہ پر نہیں پہنچاتے بلکہ عام جگھوں پر یوں ہی پھینک دیتے ہیں، گھروں، ہوٹلوں ہسپتالوں، دفتروں اور کارخانوں وغیرہ سے گندہ پانی کے نکاس کا ناقص انتظام اور اس گندہ پانی کا صاف پانی کی ساتھ مل جانا مختلف امراض کا سبب ہوتا ہے، ہماری یہی غفلت نہ صرف ماحول کی خوبصورتی اور صفائی کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ خود اور دوسرے جانداروں کی صحت کیلئے خطرناک ہے۔

دین اسلام میں صفائی کو خواہ وہ جسم اور کپڑوں کی صفائی ہو یا ماحول کی صفائی ہو، بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، صفائی کی اسلام میں اہمیت اور فضیلت جس میں ماحول کی صفائی بجا طور پر شامل ہے مندرجہ ذیل آیات مبارکہ اور احادیث سے ثابت ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین (بقرہ ۲۲۲)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ کو کثرت سے توبہ کرنے والے پسند ہیں نیز وہ پاک وصاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

فیه رجال یحبون ان یتطهروا
نیز فرمایا -فیه رجال یحبون ان یتطهروا
ترجمہ: اس میں ایسے لوگ موجود ہیں جو پاک وصاف رہنے کو پسند کرتے ہیں (توبہ 109)
حضور علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الطھور شطر الایمان (مسلم)
صفائی آدھا ایمان ہے

لہذا اسلام کی عالمگیر پیغام اور ہدایت یہ ہے کہ ماحول کی خوبصورتی اور اعتدال کو خراب نہ کیا جائے اس میں گندگی اور غلاظت کو نہ پھیلایا جائے - گندگی خواہ کسی بھی قسم اور کسی بھی نوعیت کی ہو مناسب جگہ پر پہنچائی جائے، تا کہ بیماری کے جراثیم کا یہ آماجگاہ نہ بنے اور انسان اور دوسرے جانداروں کی جان اور صحت کے لئے مسئلہ نہ بنے - حضور علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ دو قابل لعنت باتوں سے پرہیز کرو! انہوں نے کہا وہ قابل لعنت کیا باتیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا لوگوں کی راہ اور ان کے سائے میں پاخانہ کرنا (مسلم)

فرمایا تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے (ابن ماجہ)

نیز فرمایا ﴿تم لعنت کی تین باتوں، پانی کے مقامات، گزرگاہ کے درمیان اور سائے میں پاخانہ کرنے سے پرہیز کرو﴾ (ابوداود)

مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام ماحول کی صفائی اور خوبصورتی پر کتنا زور دیتا ہے - جگہ جگہ کوڑا کرکٹ اور گندگی پھیلانا پانی کو آلودہ کرنا اور اسطرح ماحول کی خوبصورتی کو نقصان پہنچانا ایک مومن کا شیوہ ہرگز نہیں ہوسکتا، لہذا ماحول کو صاف ستھرا رکھنا اس کا خیال رکھنا نہ صرف ہمارا دینی فریضہ بنتا ہے بلکہ انسانیت کا تقاضہ بھی ہے-

جنگلات اور ماحولیات

اس حقیقت سے ہم سب بخوبی طور پر آگاہ ہیں کہ زمین بلکہ سارے ماحول کی دلکشی رنگینی اور رعنائی میں درختوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے، مگر درختوں کی افادیت صرف ان کے ماحول کے حوالے سے ظاہری حسن اور دلکشی تک محدود نہیں بلکہ ان کی خوبیاں اور فوائد ان گنت ہیں بلکہ کسی نے درختوں کو ایثار، قربانی اور صبر واستقامت کی فطری علامت سے بھی منسوب کیا ہے، ایک درخت خود کھڑی دھوپ میں جھلتا ہے لیکن نیچے بیٹھنے والوں کو ٹھنڈا سایہ دیتا ہے، اپنے پھلوں سے انسان، حیوان اور دوسرے مخلوقات کی پزیرائی کرتا ہے، مختلف قسم کے موسمی حالات کا مقابلہ درخت ڈٹ کر کرتی ہیں، ایک طرف ان کی شاخیں اور پتے تیز وتند ہواؤں کے سامنے ڈھال بن کر ان ہواؤں کی شدت کو کم کرتی ہیں اور زمین میں اندر اس کی پھیلی ہوئی جڑیں سیلابی پانی کی بہاؤ سے زمین کو کٹائی اور بردگی سے بچاتی ہیں، غرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان بلکہ چرند پرند کا یہ خاموش محسن ہمہ تن اس کی غذا اور سائبان خوشگوار ماحول کو متوازن اور اعتدال پر رکھنے میں اپنا مثبت کردار ادا کرتا ہے-

کسی بھی قوم کی ماحولیاتی ضروریات ہوں یا اقتصادی یا معاشتی، ہر لحاظ سے جنگلات کی اہمیت مسلمہ ہے، کہں ملک کی جنگلات موسم کو اعتدال پر رکھنے فضا کو صاف کرنے، روزگار کے مواقع دینے کے علاوہ دوسرے گونا گوں فوائد کا ذریعہ ہیں ایک ملک کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ماہرین کی رائے کے مطابق اس ملک کے رقبے کا بیس فیصد تک کا رقبہ جنگلات سے ڈھکا ہوا ہونا چاہیئے پاکستان میں یہ شرح تقریباً پانچ فیصد ہے کیونکہ 79.699 ملین ہیکٹر رقبے میں سے صرف 4.2 ملین رقبے پر جنگلات ہیں جو کہ انتہائی ناکافی ہیں، اسی طرح ہمارے ملک میں فی کس جنگلات کا رقبہ 0.037 ہیکٹر ہے جبکہ دنیا میں اوسط ایک ہیکٹر ہے، اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ جنگلات کا موجودہ رقبہ قومی ضروریات اور بڑھتے ہوئے ماحولیاتی مسائل کا مقابلہ کرنے کے لئے انتہائی ناکافی ہیں کیونکہ جنگلات کی مقدار کو ہم مزید بڑھانے میں عملی طور پر بہت کم کامیاب ہو رہے ہیں-

Scanned with CamScanner

جنگلات کی ان گنت فوائد اور احسانات کا جب ہم بنی نوع انسان کے رویئے سے موازنہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ نادان اور غافل انسان اس محسن کے احسانوں کا بدلہ انتہائی احسان فراموشی کی صورت میں ادا کر رہا ہے اس کی حفاظت کرنے کے بجائے اس کو ختم کیا جارہا ہے اور اپنی روزمرہ ضروریات پوری کرنے کے لئے جنگلات کو کاٹا جارہا ہے اور اسی طرح ماحولیاتی آلودگی میں اضافے کا ایک بڑا سبب جنگلات کا خاتمہ بھی ہے اور یوں انسان اس حوالے سے بھی قرآن حکیم میں مذکوہ فساد کا مرتکب ہورہا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے۔

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون o

ترجمہ: خشکی اور سمندر میں لوگوں کے اپنے کردار کی وجہ سے فساد برپا ہوگیا ہے تاکہ اللہ تعالی انہیں ان کے کچھ اعمال کا مزہ چکھائے شاید کہ وہ باز آجائیں۔

لہذا قرآن حکیم میں مذکور اس فساد کا جس کے ہم مرتکب ہورہے ہیں خود ہمارے حق میں بھی بہت نقصان کا باعث ہے کیونکہ جنگلات کے خاتمے کی وجہ سے مذکورہ بالا بے شمار فوائد سے انسان بھی محروم ہورہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ رو۔۔۔ئین کے دوسرے مخلوقات بھی بری طرح متاثر ہورہے ہیں۔

جدید دور کے تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ نباتات سورج کی روشنی میں کاربن ڈائی اکسائیڈ گیس اور پانی کے ملاپ سے اپنے لئے خوراک تیار کرتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسا نظام بنایا ہے کہ نباتات کی خوراک کا بھی بندوبست ہوسکے اور دوسرے جاندار یعنی انسان اور جانوروں کے خوراک اور سانس لینے کا بھی پورا انتظام ہوسکے،انسان اور حیوانات سانس لیتے وقت آکسیجن کو جذب کرتے ہیں اور کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتے ہیں جبکہ پودے انسانوں اور حیوانوں کے خارج کردہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرتے

ہیں اور ان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے آکسیجن گیس خارج کرتے ہیں اسلئے ہم بجا طور پر جنگلات کو آکسیجن گیس کے قدرتی کارخانوں کے نام سے موسوم کرسکتے ہیں، یہ تمام عمل ایک ۔۔۔یر اور منظم طریقے سے ہوتا ہے،اسی طرح خالق کائنات نے مذکورہ بالا منظم طریقے سے ۔۔۔داروں کے دونوں گروپوں یعنی انسان، چرند و پرند اور نباتات کو اپنی زندگی کی بقاء کے لئے ۔۔۔ دوسرے کا محتاج بنادیا ہے لہذا دونوں میں سے ہر ایک کی زندگی اور ضروریات کے لئے ۔۔۔رے کا وجود ناگزیر ہے۔

جنگلات کی حفاظت اور شجرکاری کے بارے میں دین فطرت اسلام کے حکامات ۔۔۔ل واضح ہیں - اسلام اپنے پیروکاروں کو زیادہ سے زیادہ درخت لگانے اور جنگلات کی ۔۔۔ظت کرنے کی ترغیب دیتا ہے -اسی حوالے سے محسن انسانیت ﷺ کے کچھ ارشادات ۔۔۔ب ذیل ہیں۔

) آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان جو پودا بوتا یا فصل اگاتا ہے اور پھر اس میں سے کوئی انسان، جانور ۔۔۔کوئی چیز کھالے تو وہ ضرور اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (مسلم)

) نبی ﷺ وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے ماحول کے ایسے محفوظ مقامات قائم کیئے ۔۔۔ن میں پودوں کو کاٹنے اور جانوروں کو قتل کرنے کی ممانعت تھی کیونکہ رسول ﷺ نے مدینہ ۔۔۔ہر علاقے سے ایک ایک برید کو محفوظ قرار دیتے ہوئے اس کا پتے جھاڑنے اور درخت ۔۔۔ٹنے سے منع کردیا مگر جتنا اونٹ کو ہانکنے کے لئے مطلوب ہو (ابوداؤد)

) نیز آپ ﷺ پودے کو کاٹنے سے منع کرتے تھے (ابوداؤد)

) نیز فرمایا ﷺ میں مدینہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقے کو محفوظ قرار دیتا ہوں- کہ ۔۔۔اس کے درخت کاٹے جائیں اور نہ شکار کو قتل کیا جائے (امام احمد)

مذکورہ بالا ارشادات رسول اللہ ﷺ سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ

Scanned with CamScanner

اسلام زیادہ سے زیادہ درخت اگانے کی ترغیب دیتا ہے اور جنگلات کی تباہی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے بلکہ تاریخ انسانی اس بات کی گواہ ہے کہ جب کسی قوم نے دوسری قوم پر یلغار کی تو ہر طرح کی تباہی بشمول فصلوں، باغات کی تباہی کو جنگ کا جزء لازم سمجھا مگر اسلام جو بنی نوع انسان کی فلاح اور مفادات کا ضامن ہے نے جنگ میں بھی پھلدار درخت کاٹنے کی ممانعت کی ہے

ماحولیات کی خوبصورتی اور اہم تجاویز وسفارشات

یہ حقیقت ہے کہ جدید دور کا انسان ان گنت مسائل کے بھنور میں بری طرح پھنسا ہوا ہے مگر ایسا لگتا ہے کہ ان مسائل میں سرفہرست ایک مسئلہ ایسا بھی ہے جو تباہی کا نشان بنا ہوا ہے۔ خطرہ اور ایسا مسئلہ جو شاید تقریباً آدھ صدی پہلے اتنا سنگین کبھی نہ تھا ایسا خطرہ جو دن بدن سنگین تر ہوتا جا رہا ہے، اور بدقسمتی کی حد، کہ اس خطرے کو روکنے کے لئے کافی کوششوں کے باوجود کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد بھی نہیں ہو رہا ہے اس صورت حال کی تصویر شاید کسی نے ان الفاظ میں کھینچی ہے کہ ﴿مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی﴾ ان حالات میں بھی ہم خالق عز وجل کی رحمت سے پھر بھی ناامید نہیں ہو سکتے ہمیں حالات کا مقابلہ کرنا ہوگا خواب غفلت سے جاگنا ہوگا، اور اپنی اس محسن ماحول کو مزید بگاڑ اور تباہی سے بچانے کے لئے نئی ہمت اور ولولے سے کام کرنا ہوگا اس سلسلے میں کچھ تجاویز اور سفارشات درجہ ذیل سطور میں پیش کی جا سکتی ہیں جن پر عمل کر کے ماحولیات کے توازن کو کافی حد تک ہم بحال اور برقرار رکھ سکتے ہیں

-

(۱) سب سے پہلے تو یہ کہ ہمیں عوام میں ماحولیات کی حفاظت کا شعور بیدار کرنا ہوگا یہ غالباً سب سے اہم قدم ثابت ہو سکتا ہے اگر چہ مختلف سطحوں پر اسی غرض کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں کبھی واک کا اہتمام ہوتا ہے کبھی سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں، ماحولیات کا دن منایا

جاتا ہے مگر صرف ان اقدامات سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے جیسا کہ دیکھنے میں آ رہا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم گاؤں گاؤں گلی گلی، حجرہ اور مساجد کی سطح تک ان اقدامات کو بڑھائیں کیونکہ ہمارے ہاں تعلیم کی شرح بہت کم ہونے کی وجہ سے کثیر تعداد میں مرد و خواتین ماحولیات کے مسئلہ سے سرے سے آگاہ ہی نہیں ہیں۔

(۲) شجر کاری کی مہم کو مزید تیز کرنا ہوگا جتنی اہمیت پودوں کے لگانے کو دی جائے اتنی اہمیت اس کی حفاظت کو دی جائے کیونکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ شجر کاری کے مہم کے دوران تو کروڑوں کے حساب سے پودے لگائے جاتے ہیں مگر ان میں سے اکثر پانی نہ ملنے کی وجہ سے اور مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہو جاتے ہیں یا اور طرح سے ضائع ہو جاتے ہیں۔

(۳) جنگلات کی حفاظت کے لئے خصوصی اقدامات کیے جائیں اور اسی غرض کے لئے خصوصی قوانین بنائی جائیں، اگر چہ فارسٹ ایکٹ 1927 موجود ہے مگر اس پر عمل درآمد صحیح طریقے سے نہیں ہو رہا ہے۔

(۴) ماحولیات کی حفاظت کے لئے قائم اداروں اور ایجنسیوں کو مزید فعال بنایا جائے۔

(۵) اسلام کا آفاقی پیغام ہر عام وخاص تک پہنچائی جائے ہمارے علماء کرام، بزرگ اور مساجد کے خطیب اس سلسلے میں بہت معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

(۶) زیادہ دھواں دینے والی اور شور مچانے والی گاڑیوں کی روک تھام کے لئے قوانین پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کروایا جائے اور اگر ضرورت ہو تو قانون نافذ کرنے والے متعلقہ اہلکاروں کو اس مسئلے سے موثر طور پر نمٹنے کے لئے خصوصی تربیت دی جائے۔

(۷) ماحولیات کے مسئلے کو عام مسائل کی طرح نہیں لینا چاہیئے، یہ ایک عالمگیر مسئلہ ہے اور روئے زمین پر بسنے والوں کے لئے یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے لہذا اس مسئلے کو

Scanned with CamScanner

ہنگامی طور پر حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

اسلام ایک عالمگیر دین ہے ضابطہ حیات ہے دین فطرت ہے انسانیت کی فلاح کا ضامن ہے اس کی تعلیمات کو سمجھا اور سمجھایا جائے اس کی ہدایات پر عمل کیا جائے اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ اپنی خوبصورت ماحول کے اعتدال اور توازن کو بگاڑنے نہ دیا جائے اور نہ اسکا نتیجہ خود انسان کے لئے بھی نقصان کا باعث ہوگا

یہ پانی یہ مٹی یہ بادِ صبا
توازن ہے سب میں تھرکتا ہوا

توازن کو گر ڈگمگاؤ گے تم
خود ہی کو خسارے میں پاؤ گے تم

GD. NO. P-402 MONTHLY AL ASR PESHAWAR

جامعہ عثمانیہ پشاور

Jamia Usmania Peshawar

منافع بخش کاروبار میں شرکت کی دعوت!

یاایھاالذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم

(الصف/۱۰)

اے ایمان والو۔ میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک دردناک عذاب سے۔

کیا آپ چاہتے ہیں؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یقیناً چاہتے ہوں گے کہ آپ
حلال آمدنی دنیا و آخرت میں آپ کی بھلائی کا ذریعہ بنے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا پرخلوص
جذبہ اپناتے ہوئے قرب وجوار میں غرباء، فقراء، یتیم بچوں کا سہارا بنیں اور دین کے کاموں
خصوصاً مدارس عربیہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا مال دین سیکھنے والوں پر خرچ کریں۔

اس سلسلہ میں ﴿جامعہ عثمانیہ پشاور﴾ کو نہ بھولیں جس کے تعمیر
سال نمبر 9 (۲۲-۱۴۲۱ھ) کا سالانہ بجٹ ۳۷۸۰۸۴۶ سینتیس لاکھ اسی ہزار آٹھ
سو چھیالیس روپے ہے۔ جس میں ساڑھے تین لاکھ روپے کتب، تفسیر کی خریداری اور
لاکھ روپے تعمیرات کے لئے ہیں۔ آپ کی زکوٰۃ و عطیات اور چرم قربانی کا بہترین مصرف
﴿جامعہ عثمانیہ پشاور﴾ ہمیشہ کے لئے توجہات کی فہرست میں رکھیں۔

اکاؤنٹ نمبر 716-0
یونائیٹڈ بنک سنہری مسجد روڈ پشاور صدر
فون: 273561

آپ کا خیر اندیش
مفتی غلام الرحمن